

قرآن کریم

کے بارے میں

شیعہ کا موقف



علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت پر تمام ''پی ڈی ایف ''کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبرری ٹیم

قرآن کریم
کے بارے میں
شیعہ کا موقف

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی

نام کتاب	:	قرآن کریم کے بارے میں شیعہ کا موقف
تالیف	:	علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ
طابع وناشر	:	ادارۃ دعوۃ الاسلام مئوناتھ بھنجن یوپی
سال اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۴ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	80

ملنے کا پتہ

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com

القرآن پبلیکیشنز سری نگر	مکتبہ دار السلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر
اسلامک بک سروس سری نگر	مکتبہ المعارف ممبئی، عمری بک ڈپو ممبئی
ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس حیدر آباد	حافظ عبد الخالق صاحب عالیاوی ناندیڑ
دکن ٹریڈرس مغل پورہ حیدر آباد	مکتبہ دار السلام اننت ناگ کشمیر
محفوظ بک ڈپو مالیگاؤں	خیر بک ڈپو ڈمریا گنج
کوہ نور انٹر پرائزز اورنگ آباد	اسلامک انفارمیشن سینٹر کرلا ممبئی

فہرست

حرف ناشر

قرآن مجید اللہ کی مقدس کتاب ہے، یہ کتاب بلند پایہ اور حکمت سے لبریز ہے۔اس کا نزول اللہ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اللہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے اسے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے۔ یہ قرآن محمد ﷺ پر تو ۲۳ سال میں نازل ہوا ہے لیکن اللہ کے ہاں لوح محفوظ میں پہلے ہی مکمل طور پر درج ہو چکا ہے، اس لوح محفوظ میں جس کے اندر کسی ردو بدل کا امکان نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہر مخلوق کی دسترس سے بالا تر ہے قرآن مجید نے خود کہا ہے ﴿انه لقرآن كريم فی کتاب مکنون.﴾ (الواقعۃ:۷۷،۷۸)﴿بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ﴾(البروج:)

اس کتاب میں جو وسیع اور جامع علم پیش کیا گیا ہے وہ دنیا کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے اس کی کوئی بات کبھی کسی زمانے میں غلط ثابت نہیں کی جاسکی ہے نہ کی جاسکتی ہے۔ باطل نہ سامنے سے اس کا مقابلہ کرسکتا ہے نہ پیچھے سے حملہ آور ہو کر اسے شکست دے سکتا ہے۔اس کے فوائد و منافع کی کوئی حد نہیں ہے جہاں جا کر انسان اس سے بے نیاز ہوسکتا ہو یا جہاں پہونچ کر اس کی نفع بخشی ختم ہو جاتی ہو۔

اس کتاب میں تحریف یا کمی وزیادتی کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے ﴿انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون﴾ (الحجر:۹) اور ﴿ان علينا جمعه و قرأنه.﴾ (القیٰمۃ:۱۷) کہہ کر خود لی ہے۔اس لئے اس کے مضامین میں تو درکنار اس کے ایک نقطہ اور ایک حرف میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔قرآن کی کسی آیت کے نزول کے وقت ہی رسول اللہ ﷺ کاتبین وحی میں سے کسی کو بلا کر لکھوا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورہ مین فلاں آیت کے بعد درج کردو۔صحابہ کرام اسے اپنے سینے میں بھی محفوظ کرلیا کرتے تھے۔ پورا قرآن مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا۔ صحابہ کرام اور خود رسول اللہ ﷺ نماز میں اور نماز کے علاوہ اوقات میں بھی قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

دنیا کے سارے مسلمان کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید میں کمی یا زیادتی کا عقیدہ رکھے وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔لیکن انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت میں شمار کرنے والا ایک فرقہ (شیعہ) کے عقائد قرآن مجید کے بارے میں انتہائی غلط ہیں۔اس فرقہ کے نزدیک قرآن مجید اصلی شکل میں محفوظ نہیں ہے۔اس کی بہت سی آیات میں (نعوذ باللہ) تبدیلی کردی گئی ہے اور یہ

تبدیلی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے حکم سے بعض صحابہ نے کی ہے۔اسی طرح اس فرقہ کے نزدیک قرآن کا ایک بڑا حصہ یعنی دوتہائی ضائع ہو چکا ہےاور موجودہ قرآن اصلی قرآن نہیں ہے، بلکہ تورات وانجیل کی طرح محرف وتبدیل شدہ ہےاور ہدایت وراہنمائی کا معیار نہیں ہےاس فرقہ کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں بہت سی ایسی آیات کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جواللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہیں۔

چونکہ اس فرقہ کا بانی ایک یہودی شخص ہےاس لئے اس یہودی الفکر فرقہ نے اپنے اس عقیدہ تحریف قرآن کے اثبات کے لئے اللہ پر بہتان لگانے اوراس کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے بھی اجتناب نہیں کیا ہےاوران کے یہاں دو ہزار سے زائد ایسی روایات موجود ہیں جن میں اس بات کی صراحت ہے کہ قرآن ناقص ونامکمل ہے۔

زیرنظر کتاب جودراصل علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیرؒ کی ایک تحریر ہےاس موضوع پر ایک جامع ومکمل بحث ہےاور قرآن سے متعلق اس فرقہ کے عقائد کوانھیں کی مستند ومعتبر کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے۔

چونکہ آپ کی یہ تحریراس موضوع پر واقفیت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک مستند تحریر ہےاس لئے اسے کتابی شکل میں شائع کر کےادارۃ دعوۃ القرآن ایک اہم علمی خلا کو پر کر رہا ہے۔

کتاب کا نام ’’قرآن کریم کے بارے میں شیعہ کا موقف‘‘،ادارہ کا تجویز کردہ ہے۔علامہؒ کی اس تحریر کا خلاصہ ہے۔

امید ہے کہ کتاب علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل کرے گی اوراس موضوع پر معلومات حاصل کرنے والوں کے لئے مفیدومعاون ثابت ہوگی۔

خادم کتاب وسنت

ابوریحان انصاری

مئوناتھ بھنجن،یو۔پی

15/08/2006

قرآن مجید مکمل کتاب ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ نہ اس میں کسی آیت کا اضافہ ہے اور نہ ہی کمی۔ صرف یہی نہیں بلکہ قیامت تک قرآن مجید کے کسی ایک حرف کو بھی تبدیل نہیں کیا جا سکے گا۔ یہ مقدس کتاب اسی حالت میں ہے جس حالت میں نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے چھوڑ کر گئے تھے۔ بخلاف دوسری آسمانی کتب اور صحائف کے کہ انہیں تبدیلی سے محفوظ نہ رکھا جا سکا بلکہ بعد میں آنے والوں نے اپنی منشاء کے مطابق ان میں تبدیلی کر دی، جب کہ قرآن کی نسبت ارشاد ربانی ہے۔

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ" (۱)

ہم نے ہی ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

دوسری آیت ہے:

"اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ، فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ." (۲)

یعنی قرآن مجید کو جمع کرنے اور اس کی قرأت کی ذمہ داری ہماری ہے۔ جب ہم اس کی تلاوت کریں (تو اے نبی!) آپ بھی دہراتے جائیں۔ پھر قرآن مجید کی تفسیر بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

ایک جگہ فرمایا: " لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ"(۳)

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس پر باطل اثر انداز نہیں ہو سکتا نہ سامنے آکر نہ پیچھے چھپ کر، یہ اس ذات کا نازل کردہ ہے جو دانا اور تعریفوں کے لائق ہے۔

---

(۱) سورۃ الحجر آیت ۹ (۲) سورۃ القیامۃ آیت ۷۵/۱۷-۱۹

(۳) سورہ حم السجدۃ: ۴۱/۴۲

اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ قرآن مجید میں نہ تغیر وتبدل کیا گیا ہے اور نہ قیامت تک کیا جاسکتا ہے، یہ ہر لحاظ سے کامل واکمل ہے، اس میں کمی یا زیادتی کا کوئی احتمال نہیں، کیونکہ اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن کریم بھی پہلی آسمانی کتب کی طرح سے تبدیلی سے محفوظ نہیں رہ سکا، تو شریعت اسلامیہ کا ابطال لازم آتا ہے، اور تمام اسلامی عقائد تشکیک کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر کسی قرآنی آیت کی نسبت یہ یقین نہ رہے کہ وہ منزل من اللہ ہے تو اس سے کوئی عقیدہ ثابت نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ عقائد کے اثبات کے لئے کسی یقینی امر کا ہونا ضروری ہے۔ ظنیات ومحتملات سے ایمانیات کا اثبات ممکن نہیں۔

یہ تو اہل سنت کا عقیدہ ہے جہاں تک شیعہ قوم کا تعلق ہے تو ان کے نزدیک قرآن مجید اصلی شکل میں محفوظ نہیں بلکہ ان کے عقیدے کے مطابق اس کی بہت سی آیات میں تبدیلی کردی گئی ہے اور قرآن مجید کا ایک بہت بڑا حصہ حذف کردیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک موجودہ قرآن اصلی قرآن نہیں۔

یہ ہے وہ بنیادی اور حقیقی اختلاف جو اہل سنت اور شیعہ بلکہ صحیح تعبیر کے مطابق مسلمانوں اور شیعہ کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص قرآن مجید میں کمی یا زیادتی کا عقیدہ رکھے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کا انکار درحقیقت اللہ اور اس کے رسول کا انکار ہے۔ تو شیعہ اس مسئلے میں نہ صرف یہ کہ اہل سنت کے مخالف ہیں بلکہ درحقیقت وہ قرآن وحدیث اور عقل ومشاہدہ کی مخالفت کر رہے ہیں اور حق کو چھوڑ کر باطل کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔

اب وہ نصوص ملاحظہ فرمائیں جو اس شیعہ عقیدہ کی وضاحت کرتی ہیں۔ کلینی کہ جس کا شیعوں کے نزدیک وہی مقام ومرتبہ ہے جو مسلمانوں کے نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ وہ اپنی کتاب "الکافی فی الاصول" میں حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ انہوں نے کہا:

وہ قرآن جو حضرت جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ لے کر نازل ہوئے تھے۔ اس کی ۱۷ ہزار آیات تھیں۔"(۱)

---

(۱) الکافی فی الاصول۔ کتاب فضل القرآن، باب النوادر ج ۲ ص ۶۳۴ مطبوعہ طہران ۱۳۸۱ھ۔

جب کہ موجودہ قرآن مجید کی آیات چھ ہزار سے کچھ اوپر ہیں جس طرح کہ خود شیعہ مفسر ابو علی الطبر سی نے اپنی تفسیر میں اس بات کا یوں اقرار کیا ہے کہ "قرآن کی آیات کی تعداد ۶۲۳۶ ہے"(۱) اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیعہ قوم کے نزدیک قرآن مجید کا ایک تہائی تو ہمارے پاس موجود ہے جب کہ دو تہائی قرآن ضائع ہو چکا ہے۔

ایک اور شیعی روایت سے بھی اس نظریئے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اصول کافی میں ابو بصیر سے مروی ہے، وہ کہتا ہے کہ:

"میں جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا میں نے کہا: آپ پر قربان جاؤں میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں امام نے فرمایا: یہاں کوئی ہے تو نہیں جو میری بات سنے؟ راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق نے وہ پردہ اٹھا کر دیکھا جو ان کے اور دوسرے گھر کے درمیان تھا فرمایا: جو تمہارے دل میں ہے بلا جھجک پوچھو۔ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں آپ کے شیعہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک دروازے کی تعلیم دی کہ جس سے ہزار دروازے آپ پر کھلتے تھے؟ امام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک ہزار دروازے کی تعلیم دی جن میں سے ہر ایک سے دو ہزار دروازے آپ پر کھلتے تھے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! بہت بڑا علم ہے۔

امام صاحب نے ایک لمحہ کے لئے ہاتھ سے زمین کو کریدا پھر فرمایا: بیشک یہ علم ہے اور اس قدر نہیں جتنا تو نے خیال کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ہمارے پاس جامعہ ہے اور مخالفین کو کیا علم کہ جامعہ کیا علم ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں جامعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کا لکھا ہوا ہے۔ اس جامعہ میں ہر حلال وحرام کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس میں ہر وہ چیز ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ خراش بدن کی دیت بھی اس میں ہے۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مجھ پہ مارا اور فرمایا: کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں

(۱) تفسیر مجمع البیان للطبرسی ج ا ص ۴۰۷

میں تو آپ کے لئے ہوں ۔آپ کریں جو چاہیں۔ پھر امام نے اپنے ہاتھ سے مجھے ٹٹولا اور فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کی دیت گویا آپ غضبناک ہیں، میں نے عرض کیا اللہ کی قسم یہ علم ہے تو آپ نے فرمایا: بےشک یہ علم ہے اور اس قدر نہیں جتنا تو نے خیال کیا، پھر ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے اور فرمایا: ہمارے پاس جفر ہے اور مخالفین کو کیا خبر کہ جفر کیا ہے ۔جفر ایک چمڑے کا صندوق ہے جس میں نبیوں اور وصیوں اور بنی اسرائیل کے علماء کا علم ہے۔ پھر فرمایا: ہمارے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے اور مخالفین کو کیا خبر کہ مصحف فاطمہ کیا ہے۔ فرمایا: وہ ایک مصحف ہے جس میں تمہارے اس قرآن کی مثل تین گنا ہے۔ اللہ کی قسم! اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ۔(۱)

قطع نظر باقی خرافات اور لایعنی امور کے اس روایت میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ قرآن مجید کا تین چوتھائی حصہ غائب کر دیا گیا ہے۔ موجودہ قرآن اصلی قرآن کا چوتھائی ہے۔ باقی تین حصے معاذ اللہ صحابہ کرام نے قرآن مجید سے حذف کر دیئے ہیں۔ ان دو روایات کے بعد کسی کے لئے یہ گنجائش نہیں رہتی کہ وہ کہے کہ شیعہ قوم قرآن مجید کو مکمل مانتی ہے اور اگر کوئی شیعہ اپنے مذہب کو برحق بھی سمجھتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ تحریف قرآن کا قائل نہیں وہ یقیناً تقیہ کر رہا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں روایات شیعوں کی اس حدیث کی کتاب میں درج ہیں جس کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ یہ کتاب ان کے بارہویں مزعومہ غائب امام پر پیش کی گئی تھی اور اس امام نے اس کتاب کی تصدیق کی تھی اور شیعوں کے لئے کافی و مکمل کتاب قرار دیا تھا۔

اس کتب کے مصنف کا نام محمد بن یعقوب کلینی ہے، اس کے متعلق شیعوں کا کہنا ہے کہ اس کے ان سفیروں کے ساتھ روابط تھے جو شیعہ عوام اور غار میں چھپے ہوئے بارہویں امام کے واسطے کا کام دیتے تھے۔(۲)

---

(۱) اصول کافی کتاب الحجۃ باب ذکر الصحیفۃ والجفر والجامعۃ ومصحف فاطمہ ج۱ ص۲۳۹، ۲۴۰ مطبوعہ طہران

(۲) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ بارہویں امام بچپن ہی میں دشمنوں کے خوف سے ایک غار میں چھپ گیا تھا۔ تقریباً ۶۰ برس تک وہ اپنے سفیروں کے ذریعے شیعہ عوام کے مسائل حل کرتا رہا اور پھر لمبے عرصے کے لئے ایسا غائب ہوا کہ شیعہ قوم آج تک اس کے نکلنے کا انتظار کر رہی ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی ولادت ہی سرے سے ثابت نہیں۔ یہ سب افسانہ ہے جو لوگوں کو دھوکہ دینے اور باطل افکار و نظریات کو رواج دینے کے لئے چند گمراہ اور یہودی الفکر لوگوں نے وضع کیا ہے۔

کتاب کا نام ''الکافی'' ہے تو وہ کتاب جوان کے افسانوی امام کی مصدقہ ہو، اس کتاب کی یہ روایات ہی شیعہ مذہب کے اس عقیدے کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔

تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات ایک یا دو نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو شیعہ قوم کی تفسیر، حدیث اور فقہ و تاریخ کی کتب میں پھیلی ہوئی ہیں۔

شیعہ محدث صفار (جو کہ کلینی کا استاد ہے) کی کتاب بصائر الدرجات میں حضرت باقر سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ: اے لوگو! میں تمہارے پاس تین چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ۱-قرآن مجید، ۲-اہل بیت، ۳-کعبہ۔

یہ اللہ کی طرف سے مقدس شعائر ہیں تم ان کی حفاظت کرنا۔

حضرت باقر فرماتے ہیں:

مگر افسوس! انہوں نے قرآن مجید میں تبدیلی کر دی۔ کعبہ کو منہدم کر دیا۔ اور اہل بیت کو قتل کر ڈالا۔(۱)

اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ کلینی اپنی کافی میں روایت کرتا ہے:

''حضرت ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام نے علی بن سوید کو خط لکھا کہ جس میں اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا:

''جو شیعہ نہیں اس کے دین سے محبت نہ رکھو کیونکہ وہ خائن ہیں۔ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے اور کیا تجھے معلوم ہے کہ انھوں نے امانتوں میں خیانت کیسے کی؟

ائتمنوا علیٰ کتاب اللّٰہ فحرّفوہ وبدّلوہ۔

''انہیں قرآن مجید امانتاً سپرد کیا گیا انہوں نے اس میں تحریف کر دی اور اسے بدل ڈالا۔'' (۲)

''ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت تلاوت کی

---

(۱) بصائر الدرجات للصفار الجزء الثامن من الباب السابع عشر مطبوعہ ایران

(۲) الکافی کتاب الروضۃ ج ۸ ص ۱۲۵ مطبوعہ طہران و ص ۶۱ مطبوعہ ہندوستان۔

" ھذا کتاب اللّٰہ ینطق علیکم بالحق " یہ اللہ کی کتاب ہے تمہارے خلاف کہتی (گواہی دیتی) ہے۔امام علیہ السلام نے فرمایا: کتاب کیسے بول سکتی ہے؟ یہ اصل میں صیغہ مجہول کے ساتھ ہے "یُنطَقُ " یعنی اس سے ٹھیک ٹھیک کہلوایا جاتا ہے۔میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں ہم تو اسے یَنطِقُ پڑھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا جبریل امین نے تو رسول خدا پر اسی طرح نازل کیا تھا مگر یہ ان مقامات میں سے ہے جن میں تحریف کردی گئی ہے۔"(۱)

شیعہ عالم ابن بابویہ قمی جسے شیعہ قوم صدوق کے لقب سے موسوم کرتی ہے اپنی کتاب" الخصال"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"قیامت کے دن قرآن مجید، مسجد اور عترت (اہل بیت) اللہ کے حضور اپنی شکایت لے کر آئیں گے۔قرآن کہے گا:اے اللہ انہوں نے مجھے بدل ڈالا اور میرے ٹکڑے کردیئے.(۲)

شیعہ مفسر محسن الکاشی جس کا شمار ان کے بڑے مفسرین میں ہوتا ہے۔اپنی تفسیر میں حضرت باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اگر قرآن مجید میں کمی اور زیادتی نہ ہوئی ہوتی تو ہمارے حقوق کسی سے مخفی نہ رہتے۔اور جب ہمارا قائم (بارہواں امام)نمودار ہوتا تو قرآن اس کی تصدیق کرتا۔(۳)

یعنی چونکہ قرآن مجید میں کمی بیشی کردی گئی ہے اوران آیات کو نکال دیا گیا ہے جن میں ہمارے حقوق اور فضائل ومناقب کا بیان تھا اور بارہویں امام کے غائب ہونے اور اس کے نمودار ہونے کا ذکر تھا لہٰذا عوام ہمارے حقوق سے ناواقف ہیں اور قرآن مجید میں آخری (افسانوی) امام کا ذکر بھی نہیں ہے۔بصورت دیگر قرآن مجید اگر اپنی اصلی حالت میں ہوتا تو ان تمام اشیاء کا ذکر قرآن مجید میں ہوتا۔

---

(۱) کتاب الروضۃ من الکافی ج۸ص۵۰مطبوعہ طہران وص۲۵مطبوعہ ہندوستان

(۲) کتاب الخصال ابن بابویہ القمی ص۸۳مطبوعہ ایران۔

(۳)تفسیر الصافی للمحسن الکاشی المقدمہ السادسۃ ص ۱۰ مطبوعہ ایران

قرآن مجید میں تبدیلی کس نے کی؟

شیعہ قوم کے نزدیک قرآن مجید میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے معاذ اللہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل اور اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے دیگر صحابہ کرام کے ساتھ سازش کر کے اصلی قرآن مجید کو غائب کروادیا اور اس کی جگہ اپنی مرضی کا ایک قرآن تالیف کروایا جس میں وہ تمام آیات نکال دی گئیں جس میں ان کے عیوب ومطاعن اور اہل بیت کے مناقب و فضائل کا ذکر تھا۔

چنانچہ شیعہ محدث طبرسی اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں جو تمام شیعہ کے نزدیک معتمد ہے۔ صحابہ کرامؓ کے خلاف اپنے بغض وحقد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد حضرت علی نے قرآن مجید جمع کر کے اسے مہاجرین وانصار پر پیش کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس کی وصیت فرمائی تھی۔

جب ابوبکر نے حضرت علی کا جمع کردہ قرآن مجید کھول کر دیکھا تو پہلے صفحہ پر ہی ان لوگوں (مہاجرین والانصار) کے عیوب ونقائص پر مبنی آیات درج تھیں۔ ان آیات کو دیکھ کر عمر بن خطاب اچھل پڑا اور علی علیہ السلام سے کہنے لگا۔ علی! اسے واپس لے جاؤ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ علی علیہ السلام نے وہ قرآن مجید پکڑا اور واپس گھر تشریف لے گئے۔ پھر زید بن ثابت کو طلب کیا گیا جو کہ قرآن کا قاری تھا۔ عمر نے اس سے کہا: علی ہمارے پاس ایک قرآن لے کر آئے تھے جس میں مہاجرین وانصار کی برائیوں اور نقائص وعیوب کا ذکر تھا، ہمارا خیال ہے کہ ہم ایک ایسا قرآن ترتیب دیں جس میں سے یہ ساری آیات حذف کردیں۔ زید بن ثابت کہنے لگا: مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر علی نے اپنا جمع کردہ (اصلی) قرآن

عوام پر ظاہر کردیا تو کیا ہماری ساری محنت اکارت نہیں چلی جائے گی؟ عمر کہنے لگا: پھر کیا صورت ہونی چاہئے؟ زید نے کہا: آپ زیادہ جانتے ہیں۔ عمر کہنے لگا: میرے خیال میں علی کو قتل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ عمر نے خالد بن ولید کے ذریعے علی علیہ السلام کو قتل کروانے کی سازش تیار کی مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ پھر جب عمر نے خلافت سنبھالی تو علی علیہ السلام سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنا جمع کردہ قرآن ان کے سپرد کردیں۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ وہ اس میں تبدیلی کردیں۔ چنانچہ عمر کہنے لگا: اے ابوالحسن! (حضرت علی کی کنیت) جو قرآن تم ابوبکر کے پاس لے کر آئے تھے وہ ہمارے پاس بھی لے آؤ تاکہ ہم سب اس پر اتفاق کرلیں۔

علی علیہ السلام فرمانے لگے:

ناممکن! ناممکن! اب کوئی سبیل باقی نہیں رہی۔ میں تو ابوبکر کے پاس وہ قرآن صرف اس لئے لے کر آیا تھا کہ تم پر حجت قائم ہوسکے اور قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو" انا کنا عن هذا غافلين" کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی ورنہ ہم اس پر ایمان لے آتے۔

میرے جمع کردہ قرآن کو صرف ائمہ ہی ہاتھ لگاسکیں گے جو میری نسل میں سے ہوں گے۔

عمر کہنے لگا: هل وقت لاظهاره معلوم؟ وہ قرآن کب ظاہر ہوگا؟

علی علیہ السلام نے فرمایا: اذا قام القائم من ولدى۔

جب قائم (بارھواں امام) غار سے باہر نکلے گا وہ قرآن اسی کے پاس ہوگا اور وہ لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دے گا"۔(۱)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اصلی قرآن حضرت علیؓ نے ہی جمع کیا تھا۔ چونکہ اس قرآن میں مہاجرین وانصار کی برائیاں بیان کی گئی تھیں۔ لہٰذا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما نے اسے مسترد کردیا تھا۔ بعدازیں شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما) نے زید بن ثابت کے ذریعے ایک نیا قرآن تالیف کروایا جس میں بہت سی آیات کو حذف کردیا گیا۔ اصلی قرآن کے ظاہر کئے جانے کے خوف سے ابوبکر وعمر نے حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل

(۱) الاحتجاج للطبرسی ص ۷۶ و ۷۷ مطبوعہ ایران ۱۳۰۲ھ

کرنے کا منصوبہ بنایا ۔

حضرت علی نے وہ قرآن صیغہ اخفاء میں رکھا اور دوبارہ طلب کرنے پر بھی لوگوں کو نہ دکھایا۔ وما الیٰ ذلك من الخرافات۔

کہاں ہیں انصاف پسند؟

کہاں ہیں عدل کرنے والے؟

کہاں ہیں حق وصداقت کی بات کرنے والے؟

اگر معاذ اللہ ابو بکر وعمر پر اس قسم کے الزامات عائد کئے جائیں تو باقی کون ہے جس کی دیانت کی گواہی دی جا سکے؟

اور کون ہے جسے قرآن کا محافظ قرار دیا جا سکے؟

اور کون ہے جسے اسلام کا بطلِ جلیل کہا جا سکے؟

اگر ابو بکر وعمر کے متعلق ہی یہ رائے قائم کر لی جائے کہ انہوں نے قرآن مجید میں تبدیلی کی اور کئی آیات کو قرآن مجید سے نکال دیا تو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف کیا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اس واضح نص اور ابو بکرؓ کے خلاف۔ اس نیچ اور یہودی ذہنیت کے اظہار کے بعد "روشن خیال" طبقے کا کیا موقف ہے؟

کیا کوئی مسلمان ان ہستیوں کے خلاف زہر اگلنے کی اجازت دے سکتا ہے جنہوں نے اسلام کا پرچم لہرایا، اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا؟

کیا اہل سنت میں سے کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد کے متعلق اس قسم کی گستاخی کو سوچ سکتا ہے؟

تحریف قرآن کے متعلق شیعہ محدث کلینی اپنی کتاب الکافی میں احمد بن ابی نصر سے روایت کرتا ہے:

حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام (آٹھویں امام) نے مجھے ایک مصحف (قرآن) دیا اور ہدایت کی کہ میں اسے کھول کر نہ دیکھوں۔ مگر جب میں نے اسے کھولا تو میری نظر سورہ " لم یکن الذین کفروا " پر پڑی۔ مجھے اس سورت میں ستر کے قریب ایسے نام نظر آئے جن کا تعلق قریش سے تھا۔ میں نے قرآن مجید بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد رضا علیہ السلام نے مجھے پیغام بھیجا کہ وہ مصحف واپس کر دو"(۱)

یعنی اگر چہ شیعہ کے امام ابوالحسن رضا نے اس شخص کو وہ مصحف کھولنے سے منع کیا تھا مگر اس نے ان کے حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے کھول کر دیکھ لیا۔ اسے کفار کی فہرست میں ۷۰ ایسے نام نظر آئے جو کہ موجودہ قرآن مجید میں نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ (بقول شیعہ) خلفائے راشدین نے ان ناموں کو ساقط کر دیا۔ کیونکہ معاذ اللہ ان کے نام بھی ان کی فہرست میں شامل تھے۔

کمال الدین میثم البحرانی نہج البلاغہ کی شرح میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر الزامات واتہامات عائد کرتے ہوئے "مطاعن علی عثمان" کے عنوان سے ذکر کرتا ہے:

"عثمان کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ اس نے لوگوں کو زید بن ثابت کی قرأت پر جمع کیا اور بقیہ نسخوں کو جلا دیا۔ اسی طرح عثمان بن عفان نے بہت سی ایسی آیات ختم کر دیں جو بلا شک وشبہ قرآن مجید کا حصہ تھیں۔"(۲)

ایک اور شیعہ محدث نعمت اللہ الجزائری اپنی مشہور کتاب "الانوار النعمانیۃ" میں کہتا ہے:

" قد استفاض فی الاخبار ان القرآن کما انزل لم یولفه الا امیر المؤمنین "(۳)

یعنی بہت ساری ایسی (شیعہ) احادیث ہیں جن میں وارد ہے کہ قرآن کو اصلی شکل میں یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا حضرت علی کے سوا کسی نے جمع نہیں کیا۔

"استفاض" کا مفہوم ہے کہ تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی احادیث اتنی زیادہ ہیں

---

(۱) الکافی فی الاصول کتاب فضل القرآن ج ۲ ص ۶۳۱ مطبوعه ایران و ص ۶۲ مطبوعه هند .

(۲) شرح نهج البلاغة میثم البحرانی ج ۱۱ ص ۱ مطبوعه طهران

(۳) الانوار النعمانیة فی بیان معرفة النشأة الانسانیة از نعمت اللّٰه الجزائری .

کہ وہ حد تواتر سے ذرا سی ہی کم ہیں۔

کلینی وضاحت کرتے ہوئے جابر جعفی سے روایت کرتا ہے، اس نے کہا "میں نے امام باقر علیہ السلام کو کہتے سنا کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ مکمل قرآن جمع کیا ہے تو وہ کذاب ہے " ماجمعه و حفظه کماانزل الا علی بن طالب و الائمة بعدهٗ "یعنی مکمل قرآن حضرت علی اور دوسرے اماموں کے سوا کسی نے جمع اور حفظ نہیں کیا" (۱)

گویا شیعہ دین کے مطابق اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ صدیق وفاروق اور ذوالنورین رضی اللہ عنہم کا جمع کردہ قرآن مجید مکمل ہے۔ تو وہ کذاب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ سارے قرآن کا حافظ ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے۔ اسی بنا پر شیعہ قوم نہ صرف یہ کہ قرآن مجید حفظ نہیں کرتی بلکہ حفاظِ قرآن کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

---

(۱) اصول کافی کتاب الحجة باب انه لم یجمع القرآن کله الا الائمة ج۱ ص ۲۲۸ مطبوعه طهران

اصلی قرآن کس کے پاس ہے؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر موجودہ قرآن مجید ناقص اور نامکمل ہے تو آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ اصلی اور مکمل قرآن جسے حضرت علیؓ نے مدوّن کیا وہ کہاں ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے کلینی اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

''سالم بن سلمہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی موجودگی میں کچھ ایسی آیات تلاوت کیں جو موجودہ قرآن میں نہ تھیں تو آپ فرمانے لگے:

" اقرأ كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم " جس طرح عام لوگ قرآن پڑھتے ہیں تم بھی اسی طرح پڑھا کرو تاوقتیکہ قائم (یعنی غار میں چھپے ہوئے بارھویں افسانوی امام) ظاہر ہو جائیں، جب ان کا ظہور ہوگا تو وہ علی علیہ السلام کا لکھا ہوا قرآن نکالیں گے۔

پھر آپ نے فرمایا: علی علیہ السلام جب اپنے قرآن کی تدوین سے فارغ ہوئے تو وہ ابوبکر وعمر وغیرہ کے پاس آئے اور فرمایا:

"هذا كتاب الله عزوجل كما انز له الله على محمد صلى الله عليه و سلم قد جمعته من اللوحين"

یعنی یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اپنی اصل شکل میں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی، میں نے اسے تختیوں سے نقل کر کے مدون کیا ہے۔

علی علیہ السلام کی یہ بات سن کر ابوبکر وعمر اور ان کے ساتھی کہنے لگے: ہمارے پاس اپنا قرآن موجود ہے، ہمیں تمہارے قرآن کی ضرورت نہیں، جس پر علی علیہ السلام نے فرمایا:

''تم آج کے بعد اس قرآن کو نہ دیکھ سکو گے میری فقط اتنی ذمہ داری تھی کہ تمہیں آ کر خبر دوں کہ میں نے مکمل قرآن جمع کر لیا ہے''(۱)

---

(۱) اصول کافی ج ۲ ص ۶۳۳ مطبوعہ ایران

اسی بنا پر شیعہ قوم کا یہ عقیدہ ہے کہ اصلی قرآن اس امام کے پاس موجود ہے جو غار میں چھپ گیا تھا اور ابھی تک وہیں چھپا ہوا ہے۔

چنانچہ مشہور شیعہ مصنف احمد بن ابی طالب طبرسی متوفی ۵۸۸ء اپنی کتاب "**الاحتجاج علی اهل اللجاج**" کہ جس کے متعلق مصنف کتاب کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

''ہم اپنی اس تصنیف میں صرف احادیث کے متن پر ہی اکتفا کریں گے اور سند بیان نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس تصنیف میں موجود تمام روایات بالاتفاق صحیح، عقل کے مطابق یا مخالفین وموافقین کے ہاں مشہور ومتداول ہیں''(۱)

اپنی اس کتاب میں طبرسی ذکر کرتا ہے:

''جب امام مہدی ظاہر ہوں گے ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا اسلحہ اور آپ کی تلوار ذوالفقار ہوگی (نامعلوم ان کے امام مہدی میزائلوں اور بموں کے دور میں اس اسلحے سے کیا کام لیں گے؟)اور ان کے پاس ایک رجسٹر ہوگا جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام درج ہوں گے۔

اسی طرح امام مہدی کے پاس ''الجامعہ'' بھی ہوگا جو کہ ایک رجسٹر ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اس میں انسانی ضرورت کی ہر چیز کا ذکر ہے۔ نیز ان کے پاس ''جفر اکبر'' بھی ہوگا۔ جو کہ چمڑے کا ایک برتن ہے جس میں تمام علوم بھرے ہوئے ہیں حتی کہ خراش کی دیت اور تازیانوں کا بھی اس میں ذکر موجود ہے۔

نیز ان کے پاس مصحف فاطمہ یعنی حضرت فاطمہ علیہا السلام والا قرآن بھی ہوگا۔(۲)

الکافی میں کلینی روایت بیان کرتا ہے:

کسی نے امام ابوالحسن رضا علیہ السلام۔شیعہ کے آٹھویں امام سے دریافت کیا کہ ہم ایسی آیات سنتے ہیں جو ان آیات کی طرح نہیں ہوتیں جو ہمارے پاس ہیں اور آپ کے واسطہ سے

---

(۱) الاحتجاج للطبرسی ، مقدمه

(۲) الاحتجاج للطبرسی ص ۲۲۳ مطبوعه ایران ۱۳۰۲ھ

پہنچی ہیں، تو کیا ہم ان (یعنی محرف آیات) کی تلاوت سے گنہگار تو نہیں ہونگے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، تم ان آیات کو اسی طرح پڑھو (جس طرح عام لوگ پڑھتے ہیں) فیجیئکم من یعلمکم تمہیں سکھلانے والا عنقریب آئے گا''(۱)

نعمت اللہ الحسینی الجزائری جو کہ مشہور شیعہ مفسر تفسیر کے مصنف محسن الکاشی کا شاگرد ہے اپنی کتاب'' **الانوار النعمانية فى بيان معرفة النشأة الانسانية** '' کہ جس کے متعلق مقدمے میں لکھا ہے:

''ہم نے اپنی اس تصنیف میں بالالتزام صرف ایسی روایات ذکر کی ہیں جو ائمہ معصومین سے روایت کردہ ہیں۔ اور جن کی صحت میں کوئی شک نہیں، تاریخی روایت چونکہ مستند نہیں ہوتیں اس لئے ہم نے ان کے ذکر سے اجتناب کیا ہے۔(۲)

یہ شیعہ محدث اپنی اس کتاب میں لکھتا ہے:

''احادیث سے ثابت ہے کہ ائمہ معصومین نے اپنے شیعوں کو اسی قرآن کے پڑھنے کا ہی حکم دیا ہے تاوقتیکہ مولانا صاحب الزمان (آخری امام) ظاہر ہوجائیں گے۔ ان کے ظاہر ہونے پر موجودہ قرآن آسمان پر اٹھالیا جائے گا اور امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا جمع کردہ اصلی قرآن اس کی جگہ نکل آئے گا۔''(۳)

تحریف قرآن کے اس عقیدے پر گنتی کے چند افراد کے ماسوا کہ جن کی کوئی حیثیت نہیں۔ شیعہ قوم کے تمام اسلاف کا اجماع ہے۔ ان چند افراد نے بھی کچھ مصلحتوں کے پیشِ نظر تحریف قرآن کا انکار کیا جن کا ذکر ہم اگلے صفحات میں کریں گے۔

علاوہ ازیں ان کے انکار کی کوئی بنیاد بھی نہیں ہے کیونکہ ان کا انکار کسی دلیل و حجت پر مبنی

---

(۱) اصول كافى باب ان القرآن يرفع كما انزل ج۲ ص ۶۱۹ مطبوعه طهران و ص ۲۶۴ مطبوعه هند

(۲) الانوار النعمانية للجزائرى .مقدمه

(۳) االانوار النعمانية للجزائرى .مقدمه

نہیں جب کہ عقیدۂ تحریف قرآن کا ثبوت بے شمار شیعی احادیث وروایات سے ہوتا ہے۔
ہمارے اس نظریئے کی تصدیق مشہور شیعہ محدث نوری طبرسی کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جو اس نے اپنی کتاب " فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الأرباب " میں نعمت اللہ الجزائری سے نقل کیا ہے، لکھتا ہے:

تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات دو ہزار سے بھی زائد ہیں، شیعہ محدثین ومفسرین کی ایک تعداد نے ان احادیث کے مستفیض (یعنی متواتر سے ذرا کم) ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان میں شیخ مفید، محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہ سرِ فہرست ہیں" (۱)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"شیعہ علماء کا اتفاق ہے کہ وہ تمام احادیث جن سے تحریف قرآن کا اثبات ہوتا ہے وہ نہ صرف صحیح اور مستفیض بلکہ متواتر ہیں اور صراحتاً قرآن کی تحریف وتبدیلی پر دلالت کرتی ہیں" (۲)

علمائے حدیث کے نزدیک متواتر اس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے ہر زمانے میں راویوں کی اتنی بڑی تعداد نے روایت کیا ہو کہ جن کا کذب پر جمع ہونا محال اور ناممکن ہو یعنی اس حدیث کے صحیح الثبوت ہونے میں ذرا سے بھی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔

تو گویا تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی احادیث متواتر ہیں جن کے صحیح ہونے میں شیعہ محدث نعمت اللہ الجزائری اور شیعہ محدث نوری طبرسی کے مطابق شک وشبہ کا کوئی احتمال نہیں اور ان کے صحیح ہونے پر پوری شیعہ امت کا اجماع واتفاق ہے۔

مشہور شیعہ مفسر محسن الکاشی اپنی تفسیر "الصافی" میں بیان کرتا ہے:

"تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی تمام احادیث اہل بیت (بارہ اماموں) سے منقول ہیں۔ ان تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں ہے جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلکہ آپ پر نازل ہونے والے قرآن میں تبدیلی کر دی گئی ہے، اس قرآن

---

(۱) فصل الخطاب للنوری الطبرسی ص ۲۲۷ مطبوعہ ایران ۱۲۹۸ھ
(۲) فصل الخطاب للنوری الطبرسی ص ۳۰ مطبوعہ ایران ۱۲۹۸ھ

کا کچھ حصہ اصلی قرآن کے مخالف ہے، کچھ تبدیل شدہ ہے اور بہت سی آیات ویسے ہی نکال دی گئی ہیں...... نیز موجودہ قرآن کی آیات کی ترتیب بھی اصلی قرآن کے مطابق نہیں ہے"(۱)

شیعہ مفسر علی بن ابراہیم القمی جو کہ شیعہ کا قدیم ترین مفسر ہے اور جس کی تعریف کرتے ہوئے شیعہ ماہر علم رجال نجاشی لکھتا ہے:

"علی بن ابراہیم القمی حدیث میں ثقہ، معتمد اور صحیح المذہب تھے۔ان کی تفسیر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقت میں امام باقر اور امام جعفر کی تفسیر ہے یعنی ان کے اقوال وافکار پر مبنی ہے"

چنانچہ یہ شیعہ مفسر اپنی تفسیر کے مقدمہ میں کہتا ہے:

"قرآن میں ناسخ منسوخ بھی ہے اور محکم ومتشابہ بھی ....اور قرآن کا کچھ حصہ ایسا ہے جو کہ اصلی قرآن کے مطابق نہیں ہے (یعنی اس میں تبدیلی کردی گئی ہے)۔"(۲)

تفسیر قمی کے حاشیہ میں ایک شیعہ عالم تحریف قرآن کی بحث میں لکھتا ہے:

"متقدمین ومتاخرین علماء اور محدثین قرآن میں کمی اور تبدیلی کے قائل ہیں مثلاً کلینی، برقی، عیاشی، نعمانی، فرات الکوفی، احمد بن ابوطالب طبرسی، ملا باقر مجلسی، الحر العاملی، علامہ فتونی اور سید بحرانی وغیرہم۔

ان سب کا عقیدہ تھا کہ موجودہ قرآن اصلی قرآن سے کم ہے اور قرآن کا بہت سارا حصہ غائب کردیا گیا ہے۔انہوں نے اپنے اس عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے بہت سی آیات اور احادیث کا سہارا لیا ہے، جنہیں نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہے"(۳)

تو یہ بعض روایات واحادیث ہیں جنہیں شیعہ قوم نے اپنے "معصوم" اماموں کی طرف منسوب کیا ہے۔شیعہ مذہب کے مطابق یہ تمام احادث صحیح اور معتمد ہیں جو ان کی کتب تفسیر، حدیث، فقہ، رجال اور کتب تاریخ میں منقول ہیں۔ان تمام روایات اور شیعہ اکابرین کے

---

(۱) تفسیر الصافی .المقدمہ السادسة.

(۲) تفسیر القمی . مقدمہ ج ۱ ص ۵ مطبوعہ نجف

(۳) مقدمہ تفسیر القمی للسید طیب الموسوی ص ۲۳.

اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ قوم قرآن مجید کو ناقص، نامکمل اور محرف وتبدیل شدہ کتاب مانتی ہے۔ان کا عقیدہ ہے کہ اس میں سے بہت ساری آیات کو معاذ اللہ خلفائے راشدینؓ نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور اہلِ بیت کو اقتدار سے محروم رکھنے کے لئے نکال دیا ہے۔

نیز۔ یہ کہ اصلی قرآن اس وقت کرۂ ارض پہ موجود نہیں بلکہ وہ اس امام کے پاس ہے جو عراق میں موجود ایک غار میں چھپا ہوا ہے۔اور شیعہ عقیدے کے مطابق نہ صرف مسلمانان اہل سنت بلکہ خود شیعہ بھی مکمل قرآن سے محروم ہیں۔

شیعوں کے اس باطل عقیدے کی تردید کے لئے ہم ذیل میں چند قرآنی آیات نقل کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ "(۱)

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

" لَّایَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَامِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ"(۲)

" قرآن مجید پر باطل اثر انداز نہیں ہوسکتا۔نہ اس کے سامنے سے نہ پیچھے سے،اس ذات کی طرف سے نازل کردہ ہے جو صاحب حکمت اور قابل تعریف ہے۔"

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"(۳)

قرآن پاک کو نازل بھی ہم نے کیا ہے اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمے ہے۔

" اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ "(۴)

قرآن مجید کو جمع کرنا اور اس کی قرأت کا اہتمام کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

" اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ"(۵)

---

(۱) سورۃ البقرۃ ۱/۲

(۲) سورۃ حم السجدۃ ۴۲/۴۱

(۳) سورۃ الحجر ۹/۱۵

(۴) سورۃ القیامہ ۱۷/۷۵

(۵) سورۃ ھود آیت ۱/۱۱

قرآن مجید کی آیات کو محکم (یعنی مضبوط اور واضح) کیا گیا پھر اس کی اللہ کی طرف سے تفصیل کی گئی جو کہ حکیم وخبیر ہے۔

"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ"(۱)

وہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) غیب (یعنی وحی) کی تبلیغ میں بخل سے کام لینے والے نہیں ہیں۔

بعض شیعہ علماء کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے کچھ حصے کا علم صرف حضرت علیؓ ہی کو تھا۔ کیونکہ بعض اوقات نزولِ وحی کے وقت آپ کے پاس صرف حضرت علیؓ ہی موجود ہوتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ آیات جو کہ صرف علیؓ ہی کی موجودگی میں نازل ہوئی تھیں۔ آپ نے جمع کیں، باقی صحابہؓ کو ان آیات کا علم نہ تھا۔(۲)

اسی طرح شیعہ قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگاتی ہے کہ آپ نے مکمل قرآن مجید تمام صحابہ کرام تک پہونچانے میں بخل سے کام لیا ہے۔ جب کہ گزشتہ آیت اس نظریئے کی نفی کرتی ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ"(۳)

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا جاتا۔ آپ اسے لوگوں تک پہونچایئے۔

سو یہ عقیدہ رکھنا کہ کچھ آیات کا علم صرف حضرت علیؓ ہی کو تھا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ وحی کے فریضے میں تغافل برتا ہے اور یہ عقیدہ بلاشبہ کفر و ارتداد پہ مبنی ہے۔ اعاذ اللّٰہ المسلمین منھا۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے عقائد سے تمام مسلمانوں کو

---

(۱) سورۃ التکویر آیت ۲۴/۸۱

(۲) ملاحظہ ہو الانوار النعمانیۃ نعمت اللہ الجزائری بحث فی تحریف القرآن .

(۳) سورۃ المائدہ ۶۷/۵

پناہ میں رکھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا "(۱)

کیا یہ لوگ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پہ تالے لگے ہوئے ہیں۔ ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن مجید ہی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ ورنہ اس پر غور وفکر کا حکم بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے کیونکہ اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ قرآن پر فکر وتدبر کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی بے معنیٰ قرار پاتا ہے۔

" اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ "(۲)

"یعنی" "یہ قرآن بالکل سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے" تو معاذ اللہ اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ قرآن مجید میں بنیادی عقائد وارکان اسلام پر مبنی بہت سی آیات موجود نہیں تو اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ قرآن کریم ہدایت وراہنمائی کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ حقیقی اسلام کو پہچاننے کے لئے۔ عیاذاً باللہ، اس امام کے نکلنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جو شیعہ قوم کے مطابق اصلی قرآن سمیت غار میں چھپ کر پوری امت کو ہدایت وراہنمائی سے محروم کئے بیٹھا ہے۔

تحریف قرآن کی چند مثالیں

گزشتہ صفحات میں ہم نے شیعہ قوم کی معتبر کتابوں کی روشنی میں ثابت کیا ہے شیعہ مذہب کے مطابق موجودہ قرآن مجید دوسری آسمانی کتابوں کی طرح اپنی اصل شکل میں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا محفوظ نہیں رہا، بلکہ اس میں بہت سی تبدیلیاں کردی گئی ہیں اور بہت سی آیات کو نکال دیا گیا ہے۔

ذیل میں ہم شیعہ قوم کی معتبر کتابوں میں تحریف کی چند مثالیں ذکر کرتے ہیں چنانچہ شیعہ

---

(۱) سورۃ محمد ۴۷/۲۴

(۲) سورۃ بنی اسرائل ۱۷/ ۹

مفسر اپنے معصوم اور واجب الاطاعت امام ابوالحسن موسیٰ الرجال کے متعلق نقل کرتا ہے کہ وہ آیت الکرسی کو یوں پڑھا کرتا تھے۔

" الم ۔ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ لاتاخذہٗ سنۃ ولا نوم، لہ مافی السماوات ومافی الارض ومابینھما وما تحت الثری۔ عالم الغیب والشھادۃ الرحمٰن الرحیم ۔"(۱)

تو شیعہ قوم کے مطابق ان کے آٹھویں امام ابوالحسن رضا آیت الکرسی موجودہ قرآن مجید کے مطابق نہیں پڑھتے تھے بلکہ ایسے الفاظ اس میں شامل کردیتے تھے جو آیت الکرسی کا حصہ نہیں ہیں، چنانچہ آخری سطر موجودہ قرآن مجید کے مطابق آیت الکرسی میں شامل نہیں جب کہ شیعوں کے مطابق یہ سطر آیت الکرسی کا حصہ ہے۔

یہی قمی آیت "لہ معقبات من بین یدیہ الخ " کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی موجودگی میں یہ آیت تلاوت کی:

" لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللّٰہ "

(یعنی ان میں سے ہر ایک کے لئے پہرے دار ہیں اس کے سامنے اور اس کے پیچھے جو اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے) یہ آیت سن کر امام علیہ السلام فرمانے لگے: کیا تم عرب نہیں ہو؟

"کیف تکون المعقبات من بین یدیہ " ؟

یعنی "معقبات" (پیچھے رہنے والے) سامنے کس طرح ہو سکتے ہیں "معقب" تو پیچھے رہنے والے کو کہا جاتا ہے۔ اس آدمی نے پوچھا:

میں آپ پر قربان جاؤں! تو یہ آیت کس طرح ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی " لہ معقبات من خلفہ و رقیب من بین یدیہ یحفظونہ بامر اللّٰہ " (یعنی اس کے لئے پہرے دار ہیں پیچھے اور نگہبان ہے

(۱) تفسیر القمی ج ۱ ص ۸۴ تحت آیۃ الکرسی.

آگے جو اس کی اللہ کے حکم سے نگہبانی کرتے ہیں۔)(۱)

اس روایت میں شیعہ مفسر قمی کے بقول حضرت صادق نے " له معقبا ت من بين يديه ومن خلفه " پڑھنے والے کو عربی قواعد سے ناواقف قرار دیا ہے، حالانکہ غور کیا جائے تو خود امام جعفر صادق بقول شیعہ عربی سے ناواقف قرار پاتے ہیں۔ اسلئے کہ عرب " **المعقب** " کو دو معنوں میں استعمال کرتے ہیں ایک معنیٰ ہے " الذی یجیئ عقب الآ خر " "یعنی کسی کے پیچھے آنے والا اور دوسرا معنی ہے " الذی یکرّر المجیئ " یعنی بار بار آنے والا اور یہاں دوسرا معنیٰ مراد ہے۔

جیسا کہ عربی شاعر لبید کہتا ہے:

حتی تهجر فی الرواح ، و صاحبه ـ طلب المعقب حقه المظلوم

یہاں " **المعقب** " کا معنیٰ ہے مکرر۔

نیز سلامہ بن جندل کا شعر ہے:

اذا لم يصب في اول الغزو و عقبا

یعنی غزا غزوة أخرى(۲)

اسی طرح اس آیت میں " من " " با" کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے جو کہ عربی زبان میں عام رائج ہے۔ بہر حال یہ تو عربی قواعد سے متعلق بحث تھی، ہمارا استشہاد یہ ہے کہ قمی کے مطابق قرآن مجید کی اس آیت میں تحریف کی گئی ہے۔ نیز قمی آیت:

" واجعلنا للمتقين اماما " کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"امام صادق علیہ السلام کی موجودگی میں کسی نے یہ آیت تلاوت کی "واجعلنا للمتقين اماما" تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت اصل میں یوں نازل ہوئی تھی۔" واجعل لنا من المتقين اماما"۔(۳)

---

(۱) تفسیر القمی ج ۱ ص ۳۶۰ اسی کے مثل تفسیر العیاشی اور تفسیر الصافی میں بھی ہے۔

(۲) لسان العرب ج ۱ ص ۶۱۴ و ۶۱۵ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۸ م

(۳) تفسیر القمی ج ۲ ص ۱۱۷.

شیعہ مصنف طبرسی اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں لکھتا ہے:

کسی زندیق نے حضرت علی بن ابی طالب سے قرآن کریم کی آیت " فان خفتم ان لاتقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء " کے متعلق پوچھا کہ یہ آیت فصاحت کے خلاف ہے تو آپ نے جواب دیا کہ یہ آیت بھی ان مقامات میں سے ہے جن میں تحریف وتبدیلی کردی گئی ہے، منافقین نے قرآن مجید کی بہت سی آیات کو بدل ڈالا اور بہت سی آیات کو نکال دیا۔" فی الیتامی " اور "فانکحوا" میں ایک تہائی قرآن تھا جو حذف کردیا گیا ہے''(۱)

کلینی اپنی کتاب الکافی میں کہتا ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت یوں نازل ہوئی "ومن یطع اللّٰہ ورسولہٗ فی ولایۃ علی والائمۃ بعدہ فقد فاز فوزا عظیما" ''(یعنی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور علی اور ان کے بعد اماموں کی ولایت کو تسلیم کرے گا۔تو وہ یقیناً عظیم کامیابی حاصل کرے گا''(۲)

اس آیت میں:" فی ولایۃ علی والائمۃ بعدہ " کے الفاظ قرآن مجید میں موجود نہیں ہیں۔شیعہ مذہب کے مطابق یہ کلمات اصلی قرآن میں موجود تھے مگر صحابہ کرام نے نکال دئے۔

محسن الکاشی اپنی تفسیر صافی میں نقل کرتا ہے آیت " یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین " (اے نبی! کفار ومنافقین سے جہاد کرو) اہل بیت کی قرأت کے مطابق یوں ہے " یاایھا النبی جاھد الکفار بالمنافقین "

یعنی اے نبی! کفار سے جہاد کرو منافقین کو ساتھ ملا کر''(۳)

تحریف قرآن کی مثال بیان کرتے ہوئے کلینی اپنی کتاب میں حضرت جعفر صادق سے

---

(۱) الاحتجاج للطبرسی ص ۱۹ ، تفسیر الصافی ص ۱۱

(۲) کتاب الحجۃ من الکافی ج ۱ ص ۴۱۴ مطبوعہ طھران

(۳) تفسیر الصافی ج ۱ ص ۲۴۱ مطبوعہ طھران

روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

"ولقد عهدنا الیٰ آدم من قبل كلمات فنسى" (ہم نے آدم علیہ السلام، کو پہلے ہی سے کچھ کلمات یاد کروادئے تھے مگر وہ (عین موقعہ پر) بھول گئے یہ اصل میں یوں تھی "ولقد عهدنا الیٰ آدم من قبل كلمات فی محمد وعلی و فاطمه والحسن و والحسين والائمة من ذريتهم فنسى" یعنی ہم نے آدم کو چند کلمات سکھائے (اور وہ کلمات یہ تھے) محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین، مگر آدم بھول گئے۔ اللہ کی قسم! یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی"(۱) رب کعبہ کی قسم! یہ جھوٹ ہے۔

شیعہ مفسر قمی کہتا ہے:

آیت " تكون امة هى اربى من امة " اصل میں یوں تھی " تكون ائمة هى ازكى من ائمتكم " کہا گیا ہے کہ اے نواسہ رسول! ہم تو اسے "اربیٰ من امۃ" پڑھتے ہیں تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تیرا بیڑہ غرق ہو، اربیٰ کیا ہوتا ہے؟ اور ساتھ ہی ہاتھ ہلایا جیسے کہ اس لفظ کو ترک کرنے کا اشارہ کر رہے ہوں۔(۲)

ان روایات کے علاوہ بھی بے شمار ایسی روایات ہیں جو شیعہ قوم کے اس عقیدے کی وضاحت کرتی ہیں۔ ہم اگلے صفحات میں مناسب جگہ پر ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ:

شیعہ تحریف کے قائل کیوں ہیں؟

شیعہ قوم نے تحریف قرآن کا عقیدہ مختلف وجوہات کی بنا پر اختیار کیا، ان وجوہات میں ایک وجہ مسئلہ امامت وولایت بھی ہے۔

---

(۱) اصول کافی کتاب الحجة باب فيه نكت ونتف من التنزيل فى الولاية ، ج ا ص ٤١٦ مطبوعه طهران

(۲) تفسير قمى ص ۳۸۹ ج ا

تحریف قرآن اور عقیدۂ امامت وولایت

شیعہ مذہب کے مطابق بارہ اماموں کی امامت پر ایمان لانا بنیادی عقائد میں شامل ہے، ان کے نزدیک اگر کوئی شخص اس عقیدے پر ایمان نہیں لاتا تو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔شیعہ قوم کے ہاں ایمان بالامامت ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی مانند ہے۔یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہ ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا فرض ہے۔اسی طرح بارہ اماموں کی امامت پر ایمان لانا بھی فرض ہے۔چنانچہ کلینی شیعہ راوی ابوالحسن عطار سے روایت کرتا ہے کہ:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام اور رسول اطاعت کے لحاظ سے برابر ہیں''(۱)

اسی طرح کافی ہی کی روایت ہے:

''امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:"نحن الذين فرض الله طاعتنا ...... الخ "اللہ تعالیٰ نے ہماری اطاعت لوگوں پر فرض کی ہے،ہمیں نہ جاننے والے کا عذر قابل قبول نہ ہوگا، ہماری معرفت (پہچان) ایمان اور ہمارا انکار کفر ہے۔جو ہمارا منکر ہے وہ گمراہ ہے جب تک کہ ہماری معرفت حاصل کرلے اور ہماری اطاعت کرے۔(۲)

حضرت باقر سے روایت کرتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کی معرفت اس وقت تک کافی نہیں جب تک امام کی معرفت حاصل نہ ہو۔ اسی طرح اللہ کی عبادت بھی اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک امام کی معرفت حاصل نہ ہو۔امام کی پہچان کے بغیر عبادت کرنے والا حقیقت میں غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور یوں ہی گمراہی میں اپنی محنت ضائع کرتا ہے۔(۳)

کلینی حضرت باقر سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

---

(۱) اصول كافي باب فرض طاعة الائمة ج ۱ ص ۱۸٦ مطبوعه طهران

(۲) ايضاً : ص ۱۸۷ .

(۳) كتاب الحجة من الكافي . باب معرفة الامام ج ۱ ص ۱۸۰ مطبوعه طهران

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت یعنی امامت " ولم ینادَ بشیٔ مانودی بالولایة " اوراسلام میں جتنا زوراماموں کی امامت وولایت پرایمان لانے کے اوپردیا گیا ہے اتنازورکسی بھی رکن اسلام پرنہیں دیا گیا"(۱)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اماموں کی ولایت وامامت کی اس قدراہمیت ہےتوکیا وجہ ہے کہ نماز روزہ اوردیگرارکان کا ذکرتو قرآن مجید میں بالتفصیل اورمتعدد مقامات پرموجود ہےمگرولایت وامامت کا کوئی نام ونشان تک نہیں، جب کہ امامت نہ صرف یہ کہ ارکان اسلام میں سے ایک رکن اوراس کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے بلکہ وہ "میثاق" ہے جواللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیائے کرام سے لیا تھا۔

چنانچہ بصائرالدرجات میں صفارشیعی حضرت باقرسے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

"اللہ نے انبیائے کرام سے علی علیہ السلام کی امامت وولایت پرایمان لانے کا عہدلیا تھا۔"(۲)

تعجب ہے!یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید میں اتنے اہم میثاق اورعہدکاذکرتک موجودنہ ہو؟ شیعہ مذہب میں "امامت" انبیائے کرام سے لیا جانے والاعہدومیثاق ہی نہیں بلکہ یہ وہ امامت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام آسمان والوں اورزمین والوں پہ پیش کیا،شیعہ محدث صفارجو کلینی کا استاد بھی ہے اپنی کتاب "بصائرالدرجات" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے میری ولایت آسمان والوں اورزمین والوں پہ پیش کیا جس کواس پرایمان لانا تھاوہ ایمان لایااورجس کی قسمت میں انکارتھااس نے انکارکیا۔

" انکرها یونس فحبسه الله فی بطن الحوت حتی اقر بها " میری ولایت کا

---

(۱) الكافی فی الاصول كتاب الايمان والكفر باب دعائم الاسلام ج۲ ص ۸ ؛ مطبوعه ایران و ص ۳۶۹ مطبوعه هند

(۲) بصائر الدرجات للصفار ج۲ باب ۹ مطبوعه ایران ۱۲۸۵

یونس نبی نے۔عیاذاً باللہ۔انکار کیا تو اللہ نے انہیں (بطور سزا) مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا حتی کہ وہ میری ولایت پر ایمان لائے۔"(۱)

شیعہ قوم کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے ذرا سی بھی شرم محسوس نہ ہوئی اور آپ علیہ السلام پر یہ الزام لگا دیا کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی امامت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا جس پر آپ کو یہ سزا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں قید رکھا، اور چالیس دن کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ کی امامت کو تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے مچھلی کے پیٹ سے آزاد کر دیا۔ نعوذ باللہ من ذلك۔

شیعہ کی ایک روایت کے مطابق آسمان کے تمام فرشتوں کا بارہ اماموں کی امامت وولایت پر ایمان ہے کلینی کا استاد صفار، بصائر الدرجات میں لکھتا ہے:

"امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: آسمان میں فرشتوں کی ستر قسمیں ہیں۔ اگر تمام زمین والے مل کر بھی انہیں شمار کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں وہ تمام کے تمام ہماری ولایت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔"(۲)

تو جس عقیدے کی اتنی اہمیت وحیثیت ہو اور اس کا قرآن مجید میں ذکر نہ ہو۔ کیا عقلاً اس بات کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔؟

یعنی اگر بارہ اماموں کی امامت کو تسلیم کرنا اتنا ہی اہم ہے تو قرآن مجید میں اس کا مفصل نہیں تو کم از کم اشارۃً ہی ذکر ہوتا۔

نیز کلینی امامت وولایت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت جعفر صادق سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:

"اسلام کے ستون تین ہیں: نماز، زکوۃ اور ولایت، ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے

---

(۱) بصائر الدرجات للصفار ج۲ باب ۱۰ مطبوعه ایران

(۲) ایضاً (باب ۶)

کے بغیر عنداللہ قابل قبول نہیں۔"(۱)

اپنے آٹھویں امام ابوالحسن رضا سے روایت کرتا ہے:

"علی علیہ السلام کی امامت (صرف قرآن مجید میں ہی نہیں بلکہ) تمام گزشتہ صحیفوں میں مذکور ہے، اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے سب سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور علی علیہ السلام کی وصایت وامامت کی تبلیغ کی۔"(۲)

عقیدۂ امامت، تحریف قرآن کے افسانے کو وضع کرنے کے اسباب ومحرکات میں سے ایک سبب تھا کہ جب ان پر اعتراض کیا جاتا کہ اگر حضرت علیؓ اور دیگر اماموں کی امامت پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے اور اس قدر اہمیت کا حامل ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ذکر کیوں نہیں کیا جب کہ بقول شیعہ اس عقیدے سے کم اہمیت کے حامل عقائد کا ذکر بالوضاحت قرآن مجید کی آیات میں موجود ہے۔ شیعہ قوم نے اس اعتراض سے نجات کے لئے یہ عقیدہ وضع کیا کہ امامت ائمہ کا ذکر قرآن مجید میں موجود تھا مگر موجودہ قرآن چونکہ اصلی قرآن کے مطابق نہیں ہے۔ بلکہ یہ محرف اور تبدیل شدہ ہے۔ چنانچہ صحابہ نے حضرت علی اور ان کی اولاد سے بغض وعداوت کی بنا پر ان تمام آیات کو قرآن مجید سے نکال دیا جن میں ان کی امامت وخلافت کا ذکر تھا۔

---

(۱) اصول کافی ج۲ ص۱۸ مطبوعہ ایران

(۲) کتاب الحجۃ من الکافیباب فیہ من الروایۃ فالولایۃ ج ۱ ص ۴۳۷ مطبوعہ ایران

چند مثالیں

اس کی مثال دیتے ہوئے کلینی اصول کافی میں روایت کرتا ہے:

''امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت علی ابن ابی طالب کا لقب امیر المؤمنین کس نے رکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت علی کو امیر المؤمنین کہا ہے۔ پوچھا گیا کونسی آیت میں؟ جواب دیا " واذاخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم وان محمدا رسولي وان عليا امير المؤمنين "

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم سے انہیں گواہ بنا کر یہ عہد لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ اور کیا محمد میرے رسول نہیں؟ اور کیا علی امیر المؤمنین نہیں؟ تو سب نے کہا " بلیٰ " ہاں یا رب''(۱)

شیعہ قوم نے اس آیت کا آخری حصہ اپنی طرف سے قرآن مجید میں شامل کر دیا۔ جبکہ یہ الفاظ وکلمات قرآن مجید میں موجود نہیں مگر شیعہ مذہب کے مطابق اصلی قرآن میں موجود تھے مگر عیاذاً باللہ صحابہ کرام نے حذف کر دیئے یعنی یہ قوم یہودی الفکر عقیدے کے اثبات کے لئے اللہ تعالیٰ پر بہتان لگانے اور اس کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے بھی باز نہیں آئی۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں۔

آیت:" وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا في علي فأتوا بسورة من مثله"

یعنی اگر تمہیں ان آیات میں کسی قسم کا شک ہو جو ہم نے اپنے بندے علی کی شان میں نازل کی ہیں تو اس قرآن جیسی ایک سورت بھی بنا کر دکھاؤ'' اس آیت میں سے ''فی علی'' کے کلمات نکال دیئے گئے ہیں۔''(۲)

---

(۱) اصول كافي باب النوادر ج ۱ ص ۴۱۲ مطبوعه ایران وص ۲۶۱ مطبوعه هند

(۲) كتاب الحجة من الكافي ج ۱ ص ۴۲۲ مطبوعه ایران وص ۲۶۲ مطبوعه هند

حضرت باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

حضرت جبریل علیہ السلام اس آیت کو یوں لے کر آئے تھے۔" فابی اکثر الناس بولایة علی الا کفورا "

یعنی لوگوں کی اکثریت نے حضرت علی کے انکار کو اختیار کیا۔

اسی طرح اس آیت کو یوں لے کر آئے تھے۔

" وقل الحق من ربکم فی ولایة علی ، فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین آل محمد ناراً "

" کہہ دیجئے کہ علی کی ولایت کے متعلق حق تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو چاہے (علی کی ولایت پر) ایمان لے آئے اور جس کی مرضی ہوا انکار کر دے ہم نے آل محمد پہ ظلم کرنے والوں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔"(۱)

اس روایت سے بھی شیعہ قوم یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ اصلی قرآن مجید میں " فی ولایة علی "اور " آل محمد " کے کلمات موجود تھے مگر موجودہ قرآن سے انہیں نکال دیا گیا ہے۔

کلینی ایک روایت بیان کرتا ہے:

" امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی" ولو انھم فعلوا ما یوعظون به فی علی لکان خیرا لھم "

یعنی اگر یہ لوگ اس نصیحت پر عمل کرتے جو انہیں علی کے بارے میں کی گئی تھی تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔(۲)

اس آیت میں بھی شیعہ قوم نے " فی علی " کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

یہ آیت جبریل علیہ السلام یوں لے کر نازل ہوئے تھے " یا ایھاالذین اوتوا الکتاب

---

(۱) کتاب الحجة من الکافی ج ۱ ص ۴۲۵ مطبوعه ایران و ص ۲۶۸ مطبوعه هند

(۲) اصول کافی ج ۱ ص ۴۲۴ مطبوعه ایران و ص ۲۲۸ مطبوعه هند

آمنوا بما نزل فی علی نورا مبینا " اے اہل کتاب تم ان آیات پر ایمان لے آؤ جو ہم نے علی کی شان میں نازل کی ہیں اور وہ واضح نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔"(۱)

" فی علی " کا لفظ قرآن مجید میں نہیں۔ یہ شیعوں کا اضافہ ہے۔

نیز: یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی " بئسما اشترو ابه انفسهم ان یکفروا بما انزل اللّٰه فی علی بغیا "

''بری ہے وہ چیز جو انھوں نے حضرت علی کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کے بدلے میں ظلم کا ارتکاب کرتے ہوئے خریدی ہے''(۲)

شیعہ مفسر علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

''قرآن مجید میں تغییر و تحریف واقع ہوئی ہے...... آیت " کنتم خیر امة اصل میں یوں تھی " کنتم خیر ائمة " موجودہ قرآن میں یہ آیت اصل قرآن کے مطابق نہیں، کیونکہ یہ امت (امت محمدیہ) بہترین امت کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس امت نے تو امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا، یہ اصل میں اماموں کے بارے میں تھی " کنتم خیر ائمة "یعنی تم بہترین امام ہو۔

اسی طرح یہ آیت یوں تھی'' لکن اللّٰه یشهد بما انزل الیك فی علی "اس میں سے "فی علی " کے کلمات نکال دیے گئے ہیں۔

نیز: یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی " یا یهاالرسول بلغ ما انزل الیك من ربك فی علی " اے رسول جو کچھ علی کی شان میں آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ اسے لوگوں تک پہونچایئے۔(۳)

شیعہ مفسر الکاشی اپنی تفسیر الصافی میں عیاشی سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

---

(۱) اصول کافی ج ۱ ص ۴۱۷ مطبوعہ ایران و ص ۲۶۲ مطبوعہ هند

(۲) کتاب الحجة ج ۱ ص ۴۱۷ مطبوعہ ایران و ص ۲۶۲ مطبوعہ هند

(۳) تفسیرالقمی مقدمه ج ۱ ص ۱۰ مطبوعه نجف

امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا: اگر قرآن مجید اپنی اصلی حالت میں موجود ہوتا تو اس میں تمام اماموں کے نام مذکور ہوتے۔"(۱)

کلینی روایت کرتا ہے:

ایک آدمی نے امام صادق علیہ السلام کی موجودگی میں یہ آیت تلاوت کی۔

" وقل اعملوا فسیری اللّٰہ عملکم ورسولہ والمومنون "

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت یوں نہیں ہے بلکہ اصلی قرآن کے مطابق "المؤمنون" کی بجائے " المأمونون "تھا اس سے مراد ہم ہیں"(۲)

حضرت باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ آیت جبریل علیہ السلام یوں لے کر نازل ہوئے تھے " **یا ایھا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فاٰمنوا خیرا لکم وان تکفرو ا بولایۃ علی فان للّٰہ ما فی السماوات والارض** ".

اے لوگو! اللہ کا رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے علی کی ولایت لے کر آیا ہے جو کہ برحق ہے، تم اس عقیدے پر ایمان لے آؤ جو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم علی کی ولایت سے انکار کرو گے (تو اللہ کو کچھ پرواہ نہیں) وہ آسمانوں اور زمینوں اور ان میں موجود ہر چیز کا مالک ہے"(۳)

وصایت کے متعلق کلینی لکھتا ہے:

" فبای آلاء ربکما تکذبان ابا النبی ام بالوصی "

سورہ رحمان میں یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی یعنی اے انسانو ! اور جنو! تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ کیا نبی کا انکار کرو گے یا وصی کا؟(۴)

---

(۱) تفسیر الصافی .مقدمہ ص ۱۱ مطبوعہ ایران
(۲) اصول کافی ج ۱ ص ۴۲۴ مطبوعہ ایران و ص ۲۶۸ مطبوعہ ھند
(۳) ایضاً
(۴) اصول کافی ۱/۲۱۷

شیعہ قوم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی یعنی ولی عہد تھے، وہ تمام اختیارات جو آپ کو حاصل تھے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نص کے مطابق حضرت علی کی طرف منتقل ہو گئے تھے، اس لئے خلافت وامامت کے حق دار حضرت علی ہی تھے۔ ''ام بالوصی'' میں وصی سے مراد یہی ہے۔

اس قسم کی روایات سے شیعہ قوم کی تفسیر وحدیث کی کتب بھری ہوئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں چونکہ امامت وولایت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور قرآن مجید اس عقیدے کے ذکر سے خالی ہے۔ بنابریں انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ قرآن مجید میں تبدیلی کردی گئی ہے اور امامت کی اہمیت بیان کرنے والی آیات حذف کردی گئی ہیں، امامت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے شیعہ اپنے آٹھویں امام ابوالحسن رضا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

''امامت اسلام کی بنیاد بھی ہے اور شاخ بھی، نماز، روزہ زکوٰۃ اور حج امام کے بغیر قبول نہیں ہوتے۔''(۱)

چنانچہ اس یہودی الاصل عقیدے ''وصایت وامامت کو باقی رکھنے کے لئے تحریف قرآن کا افسانہ وضع کیا گیا۔

---

(۱) اصول کافی باب النور ج ۱ ص ۲۰۰ مطبوعہ ایران

تحریف قرآن اور تکفیرِ صحابہؓ

شیعہ قوم جن اسباب ووجوہ کی بناپر قرآن مجید میں تحریف وتبدیلی کا عقیدہ رکھتی ہے ان میں سے ایک سبب تو عقیدۂ امامت وولایت ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ مذہب شیعہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالعموم، ماسوائے تین اور ایک روایت کے مطابق چار کے۔ اور خلفائے ثلاثہ ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے کفار ومرتدین ہیں۔ یہ شیعہ قوم کا عقیدہ ہے مگر قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو بے شمار ایسی آیات نظر آئیں گی جن میں صحابہ کرامؓ کی فضیلت اور ان کا مقام ومرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے ایمان میں شک وشبہ نہیں، بلکہ ان کا ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے لوگوں کے لئے قبولیت کا معیار ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے " فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِاهْتَدَوْا "(۱) یعنی یہ لوگ اگر اس طرح ایمان لائیں جس طرح کہ (اے میرے نبی کے ساتھیو!) تم ایمان لائے ہو تو یہ لوگ ہدایت یافتہ تصور ہوں گے۔

قرآن کریم کی لاتعداد ایسی آیات ہیں جن میں مہاجرین وانصار کی تعریف کی گئی ہے اور انہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِوَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَاالْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُالْعَظِيْمُ."(۲)

---

(۱) سورۃ البقرۃ ۲/۱۳۷ (۲) سورۃ التوبۃ ۹/ ۱۰۰

''ایمان قبول کرنے میں سبقت حاصل کرنے والے پہلے مسلمان مہاجر و انصار اور ان کی اچھے طریقے سے پیروی کرنے والوں سے اللہ راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسی جنت تیار کی ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

'' وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ.''(۱)

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے (ان مہاجرین کو) پناہ دی اور ان کی مدد کی، یہ لوگ پکے مومن ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور پاکیزہ و مکرم رزق ہے۔''

اس آیت میں مہاجرین و انصار کے پکے مومن ہونے کی شہادت ہے، ان کے ایمان میں شک کرنا قرآن مجید میں شک کرنے کے مترادف ہے:

ایک اور روایت میں ہے:

''لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ''(۲)

(اے میرے نبی کے ساتھیو!) تم میں سے فتح مکہ سے قبل خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے مقام و مرتبہ میں ان لوگوں سے بڑھ کر ہیں جنہوں فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور اللہ کے راستے میں جنگ کی (ہاں مگر) اللہ نے سب سے بہتری (یعنی جنت) کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے قبل ایمان قبول کرنے والے، اللہ کی خاطر خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے صحابہ کرام اور فتح مکہ کے بعد ایمان قبول کرنے والے، اللہ کی

(۱) سورۃ الانفال ۸/ ۷۴ (۲) سورۃ الحدید ۵۷/ ۱۰

خاطر خرچ کرنے والے اور اس کے راستے میں جہاد کرنے والے صحابہ کرام کے متعلق ارشاد فرمایا "وکلا وعد اللّٰہ الحسنیٰ" اللہ نے سب سے اچھائی یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

نیز:" فَالَّذِیْنَ آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه أولٰئک هم المفلحون "(۱)

''وہ لوگ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لائے اور ان کے دست و بازو بنے اور ان کی مدد کی اور اس نور ہدایت کی اتباع کی جو آپ کے ساتھ نازل کیا گیا وہی لوگ کامیاب ہیں۔''

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے انہیں کامیابی کی ضمانت دی ہے۔ صلح حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر موت کی بیعت کرنے والے صحابہ کرام کے متعلق ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ."(۲)

''وہ لوگ جو آپ کی بیعت کر رہے تھے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر تھا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی بیعت کو شرف قبولت سے نوازا ہے اور ان کے اس عمل کی تحسین فرمائی ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو اپنی رضامندی کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا ہے:

" لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْباً."(۳)

''اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ اللہ نے ان کے دلوں کی حالت کو جان لیا اور ان پر اطمینان و سکینت نازل فرمائی اور ان کے اس عمل کے بدلہ میں جلد ہی انہیں فتح نصیب فرما دی۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان میں شریک تمام صحابہ کرام کی فضیلت بیان

---

(۱) سورۃ الاعراف ۷/۱۸۷ (۲) سورۃ الفتح ۴۸/۱۰ (۳) سورۃ الفتح ۴۸/ ۱۸

کرتے ہوئے انہیں اپنی رضامندی سے نوازا ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد ربانی ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعاً سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ.''(۱)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھی ہیں وہ کفار کے لئے سخت اور آپس میں نرم ہیں۔ آپ انہیں رکوع وسجود کی حالت میں دیکھیں گے وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودگی کی جستجو میں رہتے ہیں سجدوں کے نشانات ان کے چہروں سے عیاں ہیں۔

اللہ تعالٰی کے ہاں صحابہ کرام کی جو عزت وشان ہے اسے بیان کرنے کے لئے یہی ایک آیت ہی کافی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیٰرِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ، وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُ و الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلاَیَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْکَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ."(۲)

''وہ غریب مہاجرین جنہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا اور انہیں اپنی جائیداد سے محروم کر دیا گیا وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کی تلاش میں رہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں (یعنی ان کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں وہی سچے لوگ ہیں اور وہ انصار جنہوں نے ان کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کے پہلے ایمان قبول کر لیا وہ ایسے شخص کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو اپنے گھر بار کو خیرآباد کہہ کر ان کی طرف ہجرت کرے۔ اللہ نے ان کو جتنا عطا کیا ہے وہ اس پر قناعت کرتے ہیں اور اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے

---

(۱) سورة الفتح ۴۸/ ۲۹ (۲) سورة الحشر ۵۹/۸-۹

ہیں اگر چہ انہیں خود اس کی شدید طلب کیوں نہ ہو"

یہ آیت بھی مہاجرین وانصار کے مناقب وفضائل اور اللہ کے ہاں ان کے رتبے کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ."(۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب اور پسندیدہ چیز بنادیا اور اس سے تمہارے دلوں کو مزین کیا اور کفر وفسق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسندیدہ چیز بنادیا۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں صحابہ کرام کے مومن ہونے اور کفر وفسق سے پاک ہونے کی گواہی دیتے ہوئے انہیں ہدایت یافتہ قرار دیا ہے۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیں۔ جس کا مصداق خلفائے راشدین ہیں۔ اس آیت سے خلفائے راشدین کا مومن اور نیک ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ."(۲)

"تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو مومن ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی اور اللہ ان کے دور میں ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط فرمائے گا اوران کے خوف کو امن میں تبدیل کردے گا۔

اس آیت سے خلافت کا مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ اللہ نے اس آیت میں نبی اکرم صلی

(۱) سورۃ الحجرات ۴۹ / ۷ (۲) سورۃ النور ۲۴/ ۵۵

اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بننے والوں کے ایمان کی شہادت دی ہے۔ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت کے مصداق کون ہیں؟ کس کے دور میں اسلام پوری دنیا میں مضبوط قوت بن کر ابھرا؟ کس کے دور میں اسلامی فتوحات سے کمزور مسلمانوں کو قوت وہیبت اور شان وشوکت عطا ہوئی؟ اور کس کے دور میں مسلمانوں کا خوف امن میں تبدیل ہوا؟

اگر تاریخِ اسلام سے خلافت راشدہ کے پہلے ۲۳ سالہ سنہری دور کو خارج کر دیا جائے تو کوئی دور بھی اس آیت کا مصداق قرار نہیں پاسکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصب خلافت پر فائز ہونے والی پہلی شخصیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِيَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ۔"(۱)

"اے لوگو! اگر تم میرے نبی کی مدد سے دستبردار ہو جاؤ تو (اللہ ان کا مددگار ہے) اللہ نے اپنے نبی کی اس وقت بھی مدد کی جب انہیں کافروں نے اپنے وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا، جب وہ اپنے دوسرے ساتھی (ابوبکرؓ) کے ہمراہ غار میں تھے اور وہ اسے کہہ رہے تھے گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے، اللہ نے ان پر اطمینان کا نزول فرمایا اور اپنے لشکروں سے ان کے ہاتھ مضبوط کئے وہ خدائی لشکر تمہیں نظر نہیں آتے اور اللہ نے کافروں کو عذاب میں مبتلا کر دیا۔ یہی کافروں کی سزا ہے۔

تو یہ تمام آیات شیعہ قوم اور شیعہ فکر کے حاملین کے لئے ایٹم بم سے کم نہیں کہ یہ آیات ان کے مذہب اور ان کے باطل افکار کو کچلنے کے لئے کافی ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ ان آیات پر بھی ایمان رکھا جائے اور پھر یہ بھی کہا جائے کہ ابوبکر، عمر، عثمان اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین معاذ اللہ کفار ومرتدین تھے۔ ایسی پاکیزہ ہستیاں کہ خود رب العالمین جن کا ثناخواں ہو اور جن کے پکے مومن ہونے کی گواہی دے رہا ہو ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مومن نہیں تھے قرآن

(۱) سورۃ توبہ ۹/۴۰

کریم کی تکذیب کے برابر ہے۔ مگر شیعہ قوم بجائے اس کے کہ اپنے عقیدے اور یہودی فکر کو تبدیل کرتی یہ کہنے لگی خود قرآن مجید میں تبدیلی کر دی گئی ہے اور چونکہ قرآن کی صحت قطعی اور ناقابلِ تشکیک نہیں ہے لہذا ان آیات کا مدلول بھی قطعی الثبوت نہیں ہوسکتا۔ یعنی اگر چہ قرآن مجید سے واضح طور پر مہاجرین وانصار اور دیگر صحابہ کرام کے ایمان کا ثبوت فراہم ہوتا ہے مگر چونکہ قرآن مجید اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہیں رہا اس لئے اس ثبوت کی کوئی حقیقت نہیں۔

چنانچہ انہوں نے تکفیر صحابہ کے عقیدے کو اپنے مذہب کی بنیاد بنائے رکھا۔ مشہور شیعہ مؤرخ کشی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"کان الناس اهل ردة بعد النبی الا ثلاثه "(۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگ مرتد ہو گئے ماسوائے تین کے۔"

کشی نے یہ قول حضرت باقر کی طرف منسوب کیا ہے۔

شیعہ راوی حمران کہتا ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا ہماری تعداد کتنی کم ہے، اگر سارے مل کر ایک بکری کا گوشت کھانا چاہیں تو اسے بھی ختم نہ کرسکیں؟ آپ نے فرمایا: میں اس سے بھی تعجب کی بات تجھے نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا:

" المهاجرون والانصار ذهبوا ...... الا ثلاثة"(۲)

"یعنی تین کے سوا تمام مہاجرین وانصار گمراہ ہو گئے تھے۔"

اور ظاہر ہے اس عقیدے کا قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ تھا شیعہ قوم نے اس کا جواب یوں گھڑا کہ وہ ساری آیات جن سے صحابہ کرام کے ایمان کی گواہی ملتی ہے۔ صحابہ کا اپنا اضافہ اور ان کی اپنی ایجاد ہیں جب کہ وہ تمام آیات خارج کر دی گئی ہیں جن میں ان کے کفر وارتداد کا ذکر تھا۔

شیعوں کا "شیخ الاسلام اور خاتم المجتہدین" ملا باقر مجلسی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

" منافقوں نے علی علیہ السلام سے خلافت چھین کر قرآن کریم کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا"(۳) ایک اور جگہ کہتا ہے:

---

(۱)،(۲) رجال کشی ص ۱۲، ۱۳ تحت عنوان سلمان الفارسی مطبوعه کربلا۔ عراق
(۳) حیات القلوب باب حجة الوداع ج۲ ص ۴۹ مطبوعہ نولکشور هند

"عثمان نے قرآن کریم سے تین چیزیں نکال دیں: امیر المؤمنین علی کے فضائل ومناقب دیگر اہل بیت کے فضائل اور خلفائے ثلاثہ کی مذمت مثلاً آیت

" یالیتنی لم اتخذ ابابکر خلیلا " ہائے افسوس میں ابوبکر کو دوست نہ بناتا" (۱)

شیعہ قوم نے تحریف قرآن کا عقیدہ اس لئے بھی وضع کیا کہ وہ خلفائے ثلاثہ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے جمع کردہ تدوینِ قرآن کے کارنامے کا انکار کر سکیں کیونکہ قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کے ذریعہ کروائی تھی اور ظاہر ہے یہ ایک بڑی شہادت اور علو شان کی دلیل تھی مگر شیعہ قوم اپنے دلوں میں موجود صحابہ کرام کی عداوت اور بغض وحقد کے ہاتھوں مجبور تھی کہ وہ ان کی کسی عظمت کا اعتراف نہ کرے چنانچہ انھوں نے تبدیلیٔ قرآن کا عقیدہ وضع کر لیا۔

ایک شیعہ عالم ملا محمد تقی کاشانی اپنی کتاب "ہدایۃ الطالبین" میں تحریر کرتا ہے:

"عثمان نے زید بن ثابت جو کہ عثمان کا دوست اور علی کا دشمن تھا کو حکم دیا کہ وہ قرآن کو جمع کرے اور اس میں اہل بیت کے فضائل اور دشمنان اہل بیت کی برائیوں کو خارج کر دے۔ اور موجودہ قرآن وہی عثمان والا قرآن ہے یعنی تبدیل شدہ ہے۔" (۲)

شیعہ مصنف میثم بحرانی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف طعن و تشنیع کرتے ہوئے " السابع من المطاعن " یعنی طعن نمبر ۷ کے عنوان سے لکھتا ہے:

"عثمان نے لوگوں کو زید بن ثابت کی قرأت پر جمع کیا اور قرآن کے دیگر نسخوں کو جلا دیا اور بہت سی آیات کو نیست و نابود کرا دیا۔" (۳)

شیعہ قوم کا تحریف قرآن کے افسانے سے یہ مقصد تھا کہ وہ صحابہ کرام کے خلاف اپنے بغض کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مطعون کر سکیں کہ انہوں نے جب حضرت علیؓ سے خلافت وامامت غصب کی تو قرآن مجید سے ان آیات کو نکالنا ناگزیر ہو گیا جن سے خلافت علی کا ثبوت ملتا تھا۔

---

(۱) تذکرۃ لائمہ از ملا باقر مجلسی . مخلوط

(۲) ھدایۃ الطالبین ص ۳۶۸ مطبوعہ ایران ۱۲۸۲ھ

(۳) شرح نہج البلاغۃ ج ۱۱ ص ۱ مطبوعہ ایران

کلینی حضرت باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے:

حضرت جبریل علیہ السلام اس آیت کو یوں لے کر نازل ہوئے تھے۔" ان الذین کفروا وظلموا آل محمد حقهم لم یکن الله لیغفرلهم "

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور آل محمد سے ان کا حق ظلماً چھینا اللہ ان کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔(۱)

نیز یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی:

" فبدّل الذین ظلموا آل محمد حقهم قولاً غیر الذی قیل لهم فانزلنا علی الذین ظلموا آل محمد حقهم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون ۔"

یعنی آل محمد سے از روئے ظلم حق چھیننے والوں نے اللہ کے فرمان کو تبدیل کر کے کسی اور قول کو اختیار کر لیا تو ہم نے آل محمد پر ظلم کرنے والوں پر ان کے فسق و فجور کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔"(۲)

شیعہ مفسر قمی کہتا ہے:

" آیت ولوتری اذالظالمون آل محمد حقهم فی غمرات الموت والملائکة باسطوا ایدیهم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الهو ن"

یعنی جب آپ دیکھیں گے کہ آل محمد پر ظلم کر کے ان سے ان کا حق چھیننے والے موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں، اور فرشتے ان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھا کر کہہ رہے ہوں گے اپنی جانوں کو ہمارے سپرد کر دو آج تمہیں ذلت و رسوائی کا عذاب چکھایا جائے گا'' اس آیت سے مراد معاویہ بن امیہ اور ان کے خلفاء ہیں۔"(۳)

یہی قمی سورۃ الشعراء کے آخر میں لکھتا ہے

---

(۱) اصول کافی ج ۱ ص ۴۲۴

(۲) کتاب الحجة من الکافی ج ۱ ص ۴۲۴ مطبوعه ایران و ص ۲۶۸ مطبوعه هند

(۳) تفسیر القمی ج ۱ ص ۲۱۱

''اللہ تعالیٰ نے آل محمد علیہ السلام اوران کے شیعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

" الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وذكروا الله كثيرا وانتصروا من بعد ما ظلموا۔"

یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا اوران پر ظلم کئے جانے کے بعد ان کی مدد کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آل محمد اور شیعہ کے دشمنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وسيعلم الذين ظلموا آل محمد حقهم اى منقلب ينقلبون "

یعنی آل محمد پرظلم کرنے والے اوران سے ان کا حق چھیننے والے عنقریب جان لیں گے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔(۱)

گزشتہ تمام آیات میں " آل محمد حقهم " کے الفاظ شیعہ قوم کے اپنے ایجاد کردہ ہیں۔قرآن مجید میں ان کا کوئی وجود نہیں۔

آخر میں ہم طبرسی کی ایک روایت ذکر کرتے ہیں جو اس نے اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں نقل کی ہے۔وہ لکھتا ہے:

''ایک زندیق نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے قرآن کے متعلق بہت سے سوالات کئے۔ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ظالموں کے نام صاف صاف کیوں نہ بتادئے۔اشاروں اور کنایوں میں ان کا ذکر کیوں کیا؟ اس کا جواب امیر المؤمنین علیہ السلام نے دیا کہ اللہ نے ان کے نام صاف صاف ذکر کئے تھے۔تحریف کرنے والوں نے ان کے نام نکال دیئے۔ان منافقوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

''الذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا "

یہ لوگ اس طرح کے ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے ایک تحریر لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے۔اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے خودساختہ تحریر کی تھوڑی سی قیمت وصول کرلیں۔

---

(۱) تفسير القمى ج۲ ص ۱۲۵

اللہ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

" وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب "

ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو (اپنے خودساختہ کلام کو) زبان موڑ کر یوں پڑھتا ہے کہ قرآن کا حصہ ظاہر کر سکے۔

اسی طرح اس آیت میں بھی انہیں کا ذکر ہے " اذ يبيتون مالا يرضى من القول "
جب وہ رات کو ایسی ایسی سازشیں کر رہے تھے جو اللہ کو پسند نہیں۔

یہ لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سازشیں کرنے لگے تا کہ وہ اپنے باطل افکار کو سہارا دے سکیں جس طرح کہ یہود نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سازش کر کے تورات اور انجیل کو تبدیل کر دیا تھا۔

اور اس آیت میں بھی اللہ نے منافقین کا ذکر کیا ہے:

" يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم ويابى اللّٰه الا ان يتم نوره "

یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔

یعنی ان لوگوں نے قرآن میں ایسی اشیاء شامل کر دیں جو اللہ کا فرمان نہ تھیں، تا کہ وہ لوگوں کو شبہہ میں ڈال سکیں (یہ مطلب ہے اس کا کہ وہ اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے تھے) مگر اللہ نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا اور ان کی تمام تر سازشوں کے باوجود قرآن میں ایسی آیات باقی رہ گئیں جو ان کی سازشوں پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا:

" لم تلبسون الحق بالباطل " تم حق کو باطل سے خلط ملط کیوں کرتے ہو؟

اسی طرح اللہ نے ان کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" فاما الزبد فيذهب جفاءً واما ماينفع الناس فيمكث فى الارض "

یعنی باطل جھاگ کی مانند ہوتا ہے جو کہ فنا ہو جاتا ہے اور جو نفع دینے والی چیز ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔ اس آیت میں " جھاگ " سے مراد ملحدوں کا وہ کلام ہے جو انہوں نے قرآن

میں درج کیا ہے جو کہ اصلی قرآن کے ظاہر ہونے پر فنا ہو جائے گا۔اور ''نفع دینے والی چیز'' سے مراد حقیقی قرآن ہے اور ''زمین'' سے مراد علم کی جائے قرار ہے اور تقیہ کی وجہ سے ممکن نہیں کہ جو لوگ قرآن میں تبدیلی کرنے والے ہیں ان کے نام بتادئے جائیں یا وہ آیتیں مٹادی جائیں جو انہوں نے اپنی طرف سے بڑھادی ہیں کیونکہ اس سے غیر مسلموں کو فائدہ پہنچے گا۔

اسی زندیق نے قرآن کی آیت " فان خفتم ان لاتقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ماطاب لکم من النساء "یعنی اگر تم کو خوف ہو کہ تم یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔

زندیق نے اس آیت پر یہ اعتراض کیا کہ یتیموں کی حق تلفی کا نکاح سے کیا ربط ہے؟ اس کا جواب امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ دیا:۔

یہ اسی قسم سے ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں کہ منافقوں نے قرآن سے بہت سی آیات کو نکال دیا۔اور " فی الیتامیٰ " اور " فانکحوا " کے درمیان ثلث (ایک تہائی) قرآن تھا جو منافقوں نے حذف کردیا۔

اور اگر میں تمام آیات کو بیان کردوں جن میں تبدیلی واقع ہوئی ہے یا جو نکال دی گئیں ہیں تو سلسلۂ کلام بہت طویل ہو جائے گا اور ویسے بھی تقیہ کے پیشِ نظر ان کا بیان جائز نہیں۔

جہاں تک ان آیات کا تعلق ہے جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا پہلو نکلتا ہے یا جن آیات میں آپ کو زجر و توبیخ کی گئی۔ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کے لئے ایک دشمن مقرر کرتا ہے جو اسے ایذاء دیتا رہتا ہے یعنی یہ آیات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کی وضع کردہ ہیں۔(عیاذاً باللہ)

اور چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ تمام انبیاء سے زیادہ ہے۔اس۔لئے آپ کا دشمن بھی اپنے کفر و نفاق میں سب سے بڑھ کر ہے۔جس نے آپ کی نبوت کے خلاف سازشیں کیں،آپ کی تکذیب کی،آپ کو تکالیف دیں اور اپنے ساتھیوں سے مل کر آپ کی شریعت کو تبدیل کیا اور آپ کے طریقوں کی مخالفت کی۔

اس دشمن نے اپنی سازشوں کو عروج تک پہنچانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ وصی و نائب (علیؓ) سے لوگوں کو دور کیا، ان کے راستے کی رکاوٹ بنا اور لوگوں کو (علی) کی عداوت پر انگیخت کیا۔

اسی طرح اس نے قرآن کو تبدیل کیا، افضلیت والوں کے فضائل کو اور کفر والوں کے کفر کو اس قرآن سے نکال دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" ان الذین یلحدون فی آیاتنا لایخفون علینا "

یعنی وہ لوگ جو ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے اوجھل نہیں۔ جب ان لوگوں پر اصلی قرآن پیش کیا گیا۔ انہوں نے کہا: لاحاجة لنا فیه ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس اپنا قرآن موجود ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس مایشترون"

یعنی انہوں نے اس "اصلی قرآن" کو پسِ پشت ڈال دیا اور اس کے بدلہ میں چند فوائد حاصل کر لئے، بہت برا ہے جو انہوں نے اس کے بدلہ میں خریدا۔ پھر انہیں مسائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کو جمع کرنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ (وہ اپنے جمع کردہ قرآن سے) اپنے کفر کی بنیادوں کو مضبوط کر سکیں، چنانچہ ان میں سے ایک نے چیخ و پکار کی کہ جس کے پاس قرآن کی کوئی آیت ہو وہ ہمارے پاس لے کر آئے۔ انہوں نے قرآن جمع کرنے کی ذمہ داری ایک ایسے شخص کو سونپی جو اہل بیت کا دشمن تھا۔ اس نے ان کی مرضی کے مطابق قرآن کو جمع کیا مگر اس نے کچھ ایسی آیات رہنے دیں جو اس کے خیال کے مطابق ان کے حق میں تھیں مگر درحقیقت وہ ان کے خلاف جاتی تھیں۔

انہوں نے قرآن میں ایسی آیات کا اضافہ کر دیا جن کا خلاف فصاحت اور قابل نفرت ہونا واضح تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" ذلك مبلغهم من العلم" یعنی بس یہ ہے ان کے علم کی حد۔

انہوں نے قرآن میں ایسی آیات درج کر دیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ یہ تمام آیات ملحدین کی وضع کردہ ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یقولون منکرا من القول وزورا" یہ لوگ بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔(۱)
اس طویل روایت سے ثابت ہوا کہ شیعہ قوم کے نزدیک صحابہؓ نے اصلی قرآن میں اس قدر تبدیلیاں کیں کہ معاذ اللہ خلاف فصاحت اور قابل نفرت قرآن بن گیا" اللہ تعالیٰ کی ہزار لعنتیں ہوں ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر۔ اور یہ کہ خلفائے راشدین نے قرآن مجید سے وہ تمام آیات حذف کردیں جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت ملتا تھا۔ اسی طرح ان آیات کو بھی نکال دیا جن میں صحابہ کرام کی برائیوں کا ذکر تھا اور اپنی طرف سے ایسی آیات کا اضافہ کردیا جس میں مہاجرین وانصار کے فضائل ومناقب بیان کئے گئے تھے۔ اور یہ ساری سازش معاذ اللہ ابوبکرؓ وعمر کی تیار کردہ تھی جو عثمان کے عہد میں پروان چڑھی اور مکمل ہوئی تو گویا قرآن مجید بھی شیعہ مذہب کے مطابق تورات وانجیل کی طرح محرف اور تبدیل شدہ ہے اور ہدایت وراہنمائی کا معیار نہیں۔ اس میں خلافتِ علی اور امامت ائمہ کا ذکر اس لئے موجود نہیں کہ ابوبکر وعمر نے ایسی آیات کو نکال دیا ہے اس میں صحابہ کرام کے فضائل اس لئے ہیں کہ ابوبکر وعمر نے ایسی آیت اپنی طرف سے وضع کر کے قرآن مجید میں شامل کردی ہیں۔ اس میں اماموں کے نام اس لئے موجود نہیں کہ ایسی تمام آیات ابوبکر وعمر کی سازش کی نذر ہوگئی ہیں اس میں ابوبکر وعمر اور دیگر صحابہ کا نام کفار کی فہرست میں اس لئے درج نہیں کہ ایسی آیات ان کی قطع وبرید کا شکار ہوگئی ہیں۔

تو معاذ اللہ قرآن مجید نہ صرف یہ کہ ناقص ونامکمل ہے بلکہ اس میں بہت سی آیات کا اضافہ بھی کردیا گیا ہے ہے جو اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوئیں۔ اور ان کی نشاندہی اس لئے نہیں کی گئی کہ یہ تقیہ کا تقاضا تھا۔

---

(۱) الاحتجاج للطبرسی صفحہ ۱۱۹ ومابعد

تحریف قرآن اور تعطیل شریعت

شیعہ قوم نے تحریف قرآن کا عقیدہ مذکورہ اسباب واغراض کے علاوہ ایک اور مقصد کے لئے بھی اختیار کیا اور وہ مقصد تھا اباحیت و تعطیلِ شریعت یعنی تا کہ حدود اللہ کو پامال کیا جا سکے اور شعائر اللہ کا مذاق اڑایا جا سکے۔ کیونکہ اگر قرآن کی صحت کو مشکوک اور غیر یقینی قرار دے دیا جائے تو ظاہر ہے اس کی آیات ونصوص سے ثابت ہونے والے احکامات ومسائل بھی مشکوک اور غیر یقینی قرار پاتے ہیں اور یوں قرآن کریم کے بیان کردہ اوامر ونواہی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اس لئے کہ ہر آیت میں تحریف اور تبدیلی کا امکان ہوسکتا ہے اور اسی شک وشبہ کے پیش نظر شرعی حدود سے نکلنا اور فواحش کا رتکاب کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اسی بنا پر شیعہ قوم کی اکثریت کا یہ عقیدہ کہ ہے صرف شیعہ مذہب اختیار کر لینا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم کر لینا ہی نجات کے لئے کافی ہے، اس کے بعد اگر کوئی شیعہ فسق وفجور اور فواحش کا ارتکاب کرے تو وہ سزا سے مستثنیٰ ہوگا اس لئے کہ وہ حضرت علیؓ کی ولایت وامامت کا قائل ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آنسو بہاتا اور ان کا نام لے کر سینہ کوبی کرتا ہے اور ان سے محبت کا اظہار کرتا ہے اور شیعہ کے نزدیک دین صرف محبت ہی کا نام ہے، اس نظریئے کی تائید کے لئے شیعہ قوم نے لاتعداد روایات گھڑ رکھی ہیں ہم یہاں کلینی کی ایک روایت پیش کرتے ہیں تا کہ شیعہ قوم کے اس نظریئے کی وضاحت ہو سکے۔

چنانچہ کلینی حضرت باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''دین محبت ہی کا نام ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

یا رسول اللہ میں نمازیوں سے محبت رکھتا ہوں مگر خود نماز نہیں پڑھتا۔ اسی طرح میں روزہ داروں سے محبت رکھتا ہوں مگر خود روزہ نہیں رکھتا تو آپ نے فرمایا:

انت مع من احببت یعنی تیرا انجام ان کے ساتھ ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔''(۱)

(۱) کتاب الروضۃ من الکافی فی الفروع ج۸

یعنی اگر چہ وہ خود نہ نماز پڑھتا تھا نہ روزہ رکھتا تھا مگر چونکہ نمازیوں اور روزہ داروں سے محبت کرتا تھا بس اسی قدر اس کی نجات کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ دین صرف محبت کا نام ہے اب اگر کوئی شیعہ اسلامی شعائر پر عمل پیرا نہ بھی ہو مگر اہل بیت سے محبت کا اظہار کرتا ہو تو شیعہ مذہب میں اس کی نجات یقینی ہے۔

تو دین سے استہزاء کرنے اور حدود اللہ کو پامال کرنے کی غرض سے بھی تحریف قرآن کا عقیدہ گھڑا گیا......

عدمِ تحریف کے دلائل

اور شیعہ کے جوابات

قرآن مجید کی حقانیت وصداقت اور اس کے مکمل ومحفوظ ہونے میں شک وشبہ کرنا دین اسلام پر ایک بہت بڑا بہتان اور جھوٹ ہے۔ پوری امت مسلمہ کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے ایک حرف اور ایک نقطے میں بھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ نقلی اور عقلی دلائل کے مطابق اسلام میں اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیت اس سلسلے میں قطعی دلیل ہے۔ "لَّا يَاتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَامِنْ خَلْفِهِ "(۱) یعنی قرآن مجید پر باطل نہ سامنے سے اثر انداز ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔

اور اس سے بھی واضح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے " اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ "(۲) بلاشبہ ہم نے ہی قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

وہ دلائل جو مخالفین کی طرف سے تحریف وتبدیلی کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں ان میں

---

(۱) حم السجدۃ ۴۱/۴۲

(۲) الحجر ۱۵/۹

سے ایک آیت تو " لایاتیه الباطل ......" ہے اور دوسری آیت " انا نحن نزلنا الذکر ......" ہے ہم اس کے جواب میں اتنا ہی کہیں گے کہ یہ آیات اس قرآن کے متعلق ہیں جو اماموں کے پاس ہے نہ کہ موجودہ قرآن کے متعلق۔ نیز "الحافظون "کا معنیٰ" حفاظت کرنے والے" کی بجائے " العاملون " یعنی عمل کرنے والے" بھی ہوسکتا ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ موجودہ قرن کی بیشی سے محفوظ ہے تو یہ اس آیت کا مدلول ومصداق نہیں ہے" (۱)

اور بعینہ انہی خیالات کا اظہار شیعہ ایرانی عالم علی اصغر بر جردی نے اپنی کتاب میں کیا ہے جو اس نے محمد شاہ القاجار کے عہد میں شیعہ قوم کے مطالبے پر شیعہ قوم کے عقائد کو بیان کرنے کے لئے لکھی تھی، کہتا ہے:

" یہ عقیدہ رکھنا ضرری ہے کہ اصلی قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی لیکن وہ قرآن جو بعض منافقین کا تالیف کردہ ہے وہ تحریف وتبدیلی سے محفوظ نہیں۔ اور اصلی قرآن امام العصر (بارھویں خودساختہ امام) کے پاس موجود ہے۔ اللہ انہیں جلدی نکالے" (۲)

ایک اور ہندی شیعہ عالم کہتا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے جس قرآن کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے وہ لوح محفوظ والا قرآن ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ " یہ قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں ہے" (۳)

شیعہ قوم کی کتابوں میں اس طرح کی بے شمار نصوص ہیں جن میں اس قسم کی گھٹیا تاویلات کی گئی ہیں۔ قرآن مجید سے ادنیٰ شغف رکھنے والا بھی ان جوابات کی سطحیت کا اندازہ کرسکتا ہے:

اولاً: اس لئے کہ اگر حفاظت وصیانت کا ذمہ اس قرآن مجید کا اٹھایا گیا ہے جو بقول شیعہ

---

(۱) منبع الحياة از نعمت الله الجزائرى منقول از " الاسعاف از ابو الحسن على نقى ص ۱۱۵ مطبوعه اثنا عشرى ۱۳۱۲ھ هند

(۲) عقائدالشيعة ص ۲۷ مطبوعه ايران

(۳) موعظة تحريف القرآن از حائرى ترتيب سيد محمد رضى قمى صفحة ۴۸ .

آخری امام کے پاس ہے تو ایسی حفاظت کا کیا فائدہ؟ اس لئے کہ امام صاحب تو قرآن مجید سمیت غار میں چھپے ہوئے ہیں اور پوری امت تبدیل شدہ قرآن مجید پر عمل کر کے ہدایت سے محروم اور ضلالت و گمراہی کا شکار ہو رہی ہے۔

پھر ایسا قرآن جس میں کمی بیشی کر دی گئی ہے وہ پوری کائنات کے لئے ہدایت و نصیحت کیسے ہوسکتا ہے جب کہ قرآن مجید کو بار بار " هدى للعالمين " اور "ذكر للعالمين" کہا گیا ہے تو جس قرآن سے بے شمار آیات نکال دی گئی ہوں اور لاتعداد آیات کا اضافہ کر دیا گیا ہے وہ قرآن۔ معاذ اللہ۔ گمراہی کا باعث تو بن سکتا ہے ہدایت وراہنمائی کا نہیں۔

اسی طرح جس دستاویز کا ایک حرف بھی تبدیل کر دیا جائے تو وہ ثقہ اور قابلِ اعتبار نہیں رہتی تو جس طرح قرآن میں اس قدر کمی بیشی کر دی گئی ہو کہ اس کی اصل شکل مسخ ہوگئی ہو۔ اس پر کیونکر اعتبار کیا جاسکتا ہے اور وہ کس طرح اسلامی احکام و مسائل کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ اگر قرآن مجید کو محرف اور تبدیل شدہ مان لیا جائے تو پورا دین اسلام ہی باطل اور بے بنیاد ٹھہرتا ہے کیونکہ اسلام کی بنیاد قرآن مجید ہے اور اگر قرآن مجید ہی کو مشکوک قرار دیا جائے تو دینِ اسلام کی صحت پر کون یقین کرے گا؟۔

اور یوں پوری شریعت معطل ہو کر رہ جائے گی اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر شعارِ دینیہ بے وقعت ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے کہ ان تمام کی بنیاد قرآن مجید پر ہے جو کہ شریعت اسلامیہ کا دستور ہے اور جب دستور ہی پایۂ اعتبار سے گر جائے تو شرعی احکام کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟۔

اگر اصلی قرآن اور حقیقی قرآن امامِ غائب کے پاس ہے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی نجات کے لئے کیا سامان کر کے اس دنیا سے تشریف لے گئے؟

کیونکہ نجات کا دارومدار تو قرآن مجید کے احکامات کے اوپر عمل کرنے پر ہے اور جب اصلی قرآن دنیا میں موجود ہی نہیں تو عمل کس پر کیا جائے اور اس طرح پوری مخلوق عند اللہ معذور قرار پائے گی۔ اور اگر مجرم ٹھہریں گے تو شیعہ کے بقول وہ امام جنہوں نے اصلی قرآن اپنے

پاس چھپائے رکھا اور مسلمانانِ اہل سنت کو درکنار خود شیعوں کو بھی نہ دکھایا۔؟

ثانیاً: اسی طرح یہ کہنا کہ حفاظت قرآن کی آیات اس قرآن کے متعلق ہیں جو ''لوح محفوظ'' میں محفوظ ہے اس کا جواب بھی یہی ہے۔

نیز: اگر یہی بات ہے تو پھر یہ قرآن مجید کے ساتھ خاص تو نہیں تورات، انجیل وغیرہ بھی ''لوح محفوظ'' میں بغیر کسی تحریف وتبدیلی اور کمی بیشی کے محفوظ ہیں۔

ثالثاً: آیت ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' میں وضاحت موجود ہے کہ قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا گیا۔ نہ کہ نازل ہونے سے پہلے۔ اس لئے یہ کہنا کہ حفاظت قرآن کی آیت کا تعلق اس قرآن سے ہے جو لوح محفوظ میں موجود ہے، عبث اور بے بنیاد بات ہے۔

مگر شیعہ قوم کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اسلام کے خلاف بغض وکینہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اس لئے واضح دلائل کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے باطل افکار کی ترویج کے لئے ایسی ایسی بے سروپا تاویلات کرتے ہیں کہ عقل وتدبر سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کے مکمل اور تبدیلی سے محفوظ ہونے کے بے شمار عقلی ونقلی دلائل ہیں، عقلِ سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کر دی گئی ہو۔ اس لئے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی لاکھوں حفاظ قرآن موجود ہیں اور اگر کوئی شخص قرآن مجید میں ایک حرف کا بھی اضافہ کرنا چاہے تو بڑے بڑے قراء وحفاظ تو درکنار ہزاروں چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس غلطی کی نشاندہی کر کے قرآن مجید کو اس غلطی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہ تو اس دور کی بات ہے تو جس دور میں قرآن مجید نازل ہوا ہو۔ اس وقت اس میں تبدیلی وتحریف کا احتمال کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ اس میں بے شمار آیات کا اضافہ کر دیا گیا ہو اور بے شمار آیات کو نکال دیا گیا ہو اور کسی کو پتہ نہ چلا ہو اور کوئی بحران بھی نہ اٹھا ہو؟

انکارِ تحریف کا سبب

گزشتہ بحث سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ شیعہ مذہب میں قرآن مجید ناقص، نامکمل اور تبدیل شدہ کتاب ہے۔ اور تمام شیعہ قرآن مجید میں تحریف وتغیر کے قائل ہیں۔ البتہ شیعہ کے کچھ علماء نے رسوائی سے بچنے کی خاطر اس عقیدے سے انکار کیا ہے۔ ان میں سے ابن بابویہ قمی بھی ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے چوتھی صدی ہجری میں اپنے اسلاف اور اماموں کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے قرآن مجید میں تحریف وتبدیلی کا انکار کیا۔ چوتھی صدی ہجری کے نصف تک پوری شیعہ قوم میں سے اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی جس کے متعلق یہ کہا جاسکے کہ وہ تحریفِ قرآن کا قائل نہ تھا۔ بلکہ شیعہ کے تمام اسلاف ہزاروں ایسی احادیث روایت کرتے تھے۔ جن سے ثابت ہوتا تھا کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کردی گئی ہے اور سب کے سب اس عقیدے پر متفق تھے۔

میں پوری دنیا کے شیعوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ چوتھی صدی تک اپنی قوم کے کسی ایسے فرد کا نام بتادیں جو قرآن میں تبدیلی کا قائل نہ ہو، مجھے کامل یقین ہے کہ کوئی شیعہ بھی میرے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جسارت نہیں کر سکے گا۔

شیعہ عقائد کی بنیاد قائم ہی اس وقت رہ سکتی ہے جب قرآن مجید کو محرف اور تبدیل شدہ کتاب مانا جائے ورنہ ان کے یہودی عقائد کی ساری عمارت ہی منہدم ہو کر رہ جائے گی، کیونکہ ولایت وامامت، رجعت، بداء اور تکفیر صحابہ جیسے باطل عقائد کا قرآن مجید میں اشارۃً بھی ذکر نہیں، اس لئے شیعہ قوم ان کے اثبات کے لئے یہ کہنے پہ مجبور ہے کہ یہ تمام عقائد اصلی قرآن میں مذکور تھے مگر صحابہ نے قرآن کو اپنی مرضی کے مطابق جمع کرکے ان سارے عقائد کو نکال دیا۔

ابن بابویہ قمی نے جب دیکھا کہ تحریف قرآن کا عقیدہ شیعہ مذہب کی ترویج میں رکاوٹ کا باعث بن رہا ہے اور لوگ شیعہ قوم سے نفرت کا اظہار کرنے اور انہیں مطعون کرنے لگے ہیں تو اس نے تقیہ کا لبادہ اوڑھا اور ہزاروں شیعہ احادیث کی مخالفت کرتے ہوئے یہ رائے

ظاہر کی کہ قرآن مجید ہر قسم کی تبدیلی سے محفوظ ہے۔ بھلا شیعہ کے ''معصوم اماموں'' کے واضح اقوال اور شیعہ تفسیر وحدیث اور تاریخ کی ہزاروں نصوص کے مقابلہ میں قمی جیسے غیر معصوم شخص کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ مگر قمی نے مسلمانوں کے طعن وتشنیع سے بچنے کی خاطر اس عقیدے سے انکار کیا اور کہا:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ قرآن جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل کیا وہ وہی ہے جو دو جلدوں کے درمیان ہمارے پاس موجود ہے''(۱)

اس کے بعد ایک اور شیعہ عالم سید مرتضیٰ ملقب بعلم الہدیٰ نے بھی ابن بابویہ قمی کی اتباع کی اور اس قول کو اختیار کیا۔ شیعہ مفسر ابوعلی طبرسی اس کے متعلق نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''قرآن میں زیادتی کے نہ ہونے پر تو تمام کا اتفاق ہے البتہ بعض شیعہ اور عامہ کمی کے قائل ہیں۔ ہمارا صحیح مذہب یہ ہے کہ قرآن مجید میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی سید مرتضیٰ نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔''(۲)

تیسرا شخص جس نے اس عقیدے سے انکار کیا وہ ابوجعفر طوسی متوفی ۴۶۰ھ ہے اپنی تفسیر ''التبیان'' میں لکھتا ہے:

''قرآن میں کمی وبیشی کا عقیدہ رکھنا مناسب نہیں ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے: آپ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور اہل بیت ...... یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کا ہر زمانے میں موجود ہونا لازمی ہے اس لئے کہ آپ کسی ایسی چیز کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم کیسے دے سکتے تھے جو موجود ہی نہ ہو۔''(۳)

چوتھا شخص ابوعلی طبرسی متوفی ۵۴۸ھ ہے جس کا قول پیچھے گزر چکا ہے۔

---

(۱) الاعتقادات لابن بابویه القمی باب الاعتقاد فی القرآن مطبوعه ایران ۱۲۷۴ھ

(۲) تفسیر مجمع البیان از طبرسی ج ۱ ص ۵ مطبوعه ایران ۱۲۸۴ھ

(۳) التبیان ج ۱ ص ۳ مطبوعه نجف۔

چوتھی صدی ہجری کے نصف سے لے کر چھٹی ہجری تک یہ چار اشخاص ہیں جنہوں نے تحریف قرآن کے عقیدے سے انکار کیا۔ان چاروں کے علاوہ کسی پانچویں کے متعلق یہ ثبوت نہیں ملتا کہ وہ قرآن میں تبدیلی کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔

چنانچہ مشہور شیعہ محدث نوری طبرسی لکھتا ہے:

''قرآن میں عدمِ تحریف کے قائل شیعہ کے صرف چار مشائخ ہیں: قمی، سید مرتضٰی، طوسی اور ابوعلی طبرسی۔متقدمین میں سے کوئی پانچواں شخص ان سے اتفاق نہیں کرتا۔تمام شیعہ تحریفِ قرآن کے قائل تھے۔اس عقیدے سے اختلاف صرف ان چار علماء نے ہی کیا۔''(۱)

ان چار نے بھی شیعہ مذہب کے اس بنیادی عقیدے سے انکار محض اس لئے کیا کہ لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات سے بچا جا سکے، ان کا انکار تقیہ پر مبنی تھا ورنہ حقیقت میں یہ لوگ بھی تبدیلئ قرآن کا عقیدہ رکھتے تھے۔تقیہ یعنی کذب ونفاق چونکہ ان کے دین کی بنیادوں میں ایک اہم بنیاد ہے۔اس لئے انہوں نے اس پر عمل کر کے اپنے دین کو طعن وتشنیع سے محفوظ کرنا چاہا۔

ان کا انکار تقیہ ونفاق پر مبنی تھا، اس کے چند دلائل ہیں:

اولاً: یہ کہ عقیدۂ تحریف پر دلالت کرنے والی روایات شیعہ محدثین ومفسرین کے نزدیک متواتر ہیں یعنی وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کی تکذیب ناممکن ہے چنانچہ نوری طبرسی شیعہ محدث نعمت اللہ الجزائری سے نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا:

''ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن میں تبدیلی اور تغیر پر دلالت کرنے والی احادیث صحیح اور متواتر ہیں۔(۲)

مزید لکھتا ہے:

''سید جزائری فرماتے ہیں: ان روایات واحادیث کی تعداد دو ہزار سے بھی زائد ہے ،شیعہ کی ایک جماعت نے ان کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے جن میں شیخ مفید، محقق داماد

(۱) فصل الخطاب ص ۲۴ مطبوعہ ایران۔

(۲) فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب از نوری طبرسی ص ۳۰ مطبوعہ ایران

علامہ مجلسی وغیرہ بھی شامل ہیں بلکہ شیخ ابوجعفر طوسی نے بھی اپنی تفسیر ''التبیان'' میں ان احادث کی کثرت کی تصریح کی ہے......

جان لینا چاہئے کہ یہ تمام احادیث ہماری ان معتبر کتابوں میں درج ہیں جن پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے اور جن سے دوسرے شرعی مسائل کا اثبات کیا جاتا ہے۔''(۱)

یعنی دو ہزار سے بھی زیادہ ایسی شیعہ روایات ہیں جن میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ قرآن ناقص اور نامکمل ہے اور اس کی آیات میں کمی بیشی کردی گئی ہے۔ اتنی روایات تو شاید مسئلہ خلافت وامامت علی رضی اللہ عنہ کے بھی متعلق نہ ہوں اور ان تمام روایات کے انکار سے خلافتِ علی کے مسئلہ کو ثابت کرنے والی روایات کا انکار بھی لازم آتا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مشہور شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

''تحریف قرآن والی روایات کو تواتر کا درجہ حاصل ہے اور ان روایات کے انکار کا یہ معنیٰ ہے کہ کوئی بھی شیعہ روایت قابلِ اعتماد نہیں ہے بلکہ تمام کی تمام پایۂ اعتبار سے گری ہوئی ہیں اور کسی کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ صحیح روایت ہے بلکہ میرے خیال کے مطابق امامت کی روایات کی تعداد بھی تحریف قرآن والی روایات جتنی ہی ہے اور اگر عقیدۂ تحریف قرآن کا انکار کردیا جائے تو حضرت علی علیہ السلام کی امامت وخلافت بھی مشکوک ٹھہرتی ہے، یعنی پھر احادیث سے آپ کی امامت ثابت نہیں کی جاسکتی۔''(۲)

ثانیاً: شیعہ مذہب بارہ اماموں کے اقوال وآراء پر مبنی ہے، یعنی شیعہ علماء کے مطابق ان کا مذہب اماموں کے اقوال کا مجموعہ ہے اور کوئی بھی ایسا عقیدہ جو اماموں سے منقول ومروی نہ ہو شیعی عقیدہ نہیں کہلا سکتا۔ اب قرآن میں تبدیلی کا عقیدہ ان کے اماموں سے منقول ہے، شیعہ قوم کے مطابق ان کے معصوم اور واجب الاتباع اماموں کا قول ہے کہ اصلی قرآن اس وقت دنیا میں موجود نہیں اور جو قرآن موجود ہے وہ اصلی نہیں۔ اب جو لوگ شیعہ کہلانے کے باوجود

---

(۱) فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب از نوری طبرسی ص ۲۷۷ مطبوعہ ایران
(۲) فصل الخطاب از نوری طبرسی

اس عقیدے پر یمان نہیں رکھتے۔ وہ یا تو اپنے ''معصوم اور واجب الاتباع'' اماموں کی صریحاً مخالفت کرتے ہیں یا پھر تقیہ اور کذب ونفاق سے کام لیتے ہیں۔

ثالثاً: یہ چاروا ،اشخاص جنہوں نے بظاہر اس عقیدے سے انکار کیا ہے ان میں سے کوئی بھی ''معصوم اماموں'' کے زمانے میں موجود نہ تھا۔ جب کہ تحریفِ قرآن کے قائل کلینی اماموں کے زمانہ میں موجود تھے۔ انہوں نے اپنے اماموں سے براہِ راست روایات اخذ کیں، ان کی صحبت میں بیٹھے ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں اور ان سے بالمشافہ گفتگو کی۔

رابعاً: وہ تمام کتب جن میں تحریفِ قرآن والی روایات درج ہیں شیعہ کی معتبر کتابیں ہیں جن پر ان کے مذہب کا دارومدار ہے، اور ان میں سے بعض تو شیعہ اماموں کی تصدیق شدہ ہیں مثلاً ''الکافی'' اور ''تفسیر قمی'' وغیرہ۔

خامساً: یہ چاروں اشخاص باوجود اس کے کہ بظاہر قرآن مجید کو مکمل مانتے ہیں اپنی کتابوں میں جرح وتنقید کے بغیر ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن سے تحریف وتغیر کا اثبات ہوتا ہے۔

مثلاً ابن بابویہ قمی اپنی کتاب ''الخصال'' میں روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن قرآن اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکایت کرے گا کہ یارب! کچھ لوگوں نے مجھے جلا ڈالا اور پھاڑ دیا۔''(۱)

اسی طرح ابوعلی طبرسی جو عقیدۂ تحریف کا منکر ہے وہ بھی اپنی تفسیر ''مجمع البیان'' میں کہتا ہے کہ سورۃ النساء کی آیت " فما استمتعتم به منهن " کے بعد " الیٰ أجل مسمیٰ " کو قرآن سے نکال دیا گیا، چنانچہ لکھتا ہے:

''بعض صحابہ " فما استمتعتم به منهن " کے بعد " الیٰ اجل مسمیٰ " بھی پڑھا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے اس سے مراد متعہ ہے۔''(۲)

---

(۱) الخصال از ابن بابویه قمی ص ۸۳ مطبوعه ایران ۱۳۰۲ھ

(۲) مجمع البیان از طبرسی ج ۳ ص ۳۲ مطبوعه طهران ۱۳۷۴ھ

اس طرح کی بہت سی روایات ہیں جنہیں انہوں نے اپنی اپنی کتب میں درج کیا ہے اور اس سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان اشخاص نے تحریف قرآن کا انکار محض تقیہ ونفاق پر عمل کرتے ہوئے کیا۔ کیونکہ تقیہ یعنی اپنے عقیدے کے خلاف اظہار کرنا اور جھوٹ بولنا شیعہ مذہب میں نہ صرف یہ کہ کارِثواب ہے بلکہ فرائض دین میں سے ہے۔

چنانچہ ابن بابویہ قمی اپنے رسالہ ''الاعتقادات'' میں لکھتا ہے:

'' تقیہ کرنا فرض ہے۔ اسے چھوڑنا نماز چھوڑنے کے برابر ہے...... جس نے قائم علیہ السلام (غار میں چھپا ہوا آخری مزعومہ امام) کے ظاہر ہونے سے پہلے تقیہ پرعمل کرنا ترک کردیا تو وہ اللہ کے دین سے خارج ہوگیا اور اس نے اللہ ورسول اور اماموں کی مخالفت کی۔

امام صادق علیہ السلام سے ارشاد باری تعالیٰ " **ان اکرمکم عند الله اتقاکم** " کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کا کیا مفہوم ہے تو آپ نے فرمایا " **اعملکم بالتقية** " یعنی تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ زیادہ معزز ہے جو تقیہ پر زیادہ عمل کرنے والا ہے۔''(۱)

یعنی اللہ کے نزدیک عزت ومرتبے کا معیار تقویٰ نہیں بلکہ تقیہ ہے۔ جو جتنا زیادہ اپنے مذہب کو چھپائے اور کذب بیانی ومنافقت سے کام لے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مقرب ومحترم ہے۔

تقیہ کی اتنی زیادہ فضیلت ہونے کی وجہ سے ہی ان چاروں اشخاص نے عقیدۂ تحریف کا بظاہر انکار کیا۔

سادساً: اگر ان چاروں کی رائے کو تسلیم کرلیا جائے تو وہ تمام روایات باطل ٹھہرتی ہیں جن کے مطابق ''اصلی قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے جمع نہیں کیا۔ اور جب وہ قرآن جمع کرکے صحابہ کے پاس لائے تو انہوں نے کہا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں تو آپ نے فرمایا " لا ترونه بعد هذا الآن يقوم القائم من ولدى "

اب یہ قرآن اس وقت تک نظر نہیں آئے گا جب تک میری اولاد میں سے قائم (آخری

(۱) الاعتقادات از بن بابویه قمی. باب التقيه مطبوعه ایران ۱۲۷۴ھ

امام) ظاہر نہیں ہوگا۔

اسی طرح عدمِ تحریف کی صورت میں خلفائے راشدین کے مقام ومرتبہ کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ کیونکہ حفاظت قرآن کا شرف انہیں حاصل ہوا اور یوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نہ صرف یہ کہ اصحاب ایمان بلکہ اللہ تعالیٰ کے نہایت مقرب اور اس کے برگزیدہ بندے قرار پاتے ہیں جو کہ شیعہ قوم کو کسی صورت بھی گوارا نہیں۔ اور اگر خلفائے راشدین کی اس فضیلت کا اعتراف کر لیا جائے تو ان کی خلافت برحق ثابت ہوتی ہے اور یوں شیعہ مذہب کی ساری عمارت منہدم اور ان کا مذہب باطل ہو کر رہ جاتا ہے۔

اسی طرح شیعہ قوم کا یہ نظریہ بھی باطل قرار پاتا ہے کہ ہر چیز جو بارہ اماموں کے واسطہ سے ہم تک نہیں پہنچی وہ ناقابل اعتماد ہے کیونکہ قرآن مجید ہم تک خلفائے ثلاثہ کے واسطہ سے پہنچا ہے۔ اس کی جمع وتدوین کا آغاز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا اور تکمیل حضرت عثمان رضی اللہ کے دور میں ہوئی۔

انہی اسباب کی بنا پر متقدمین ومتاخرین شیعہ علماء وعوام میں سے کسی نے بھی ان چاروں اشخاص کی تائید نہیں کی کیونکہ تائید کرنے کی صورت میں انہیں اپنے مذہب سے ہی ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔ اسی لئے دوسرے شیعہ علماء نے ان چاروں کی اس رائے کی سختی سے تردید کی اور ان کے دلائل کو ٹھکرا دیا۔ چنانچہ مشہور شیعہ مفسر محسن الکافی اپنی تفسیر ''الصافی'' میں سید مرتضٰی کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

''یہ کہنا کہ چونکہ بہت سے ایسے عوامل موجود تھے جن کی بدولت قرآن میں تبدیلی کی جرأت نہیں کی جاسکتی تھی لغو اور باطل ہے کیونکہ بہت سے عوامل ایسے بھی موجود تھے جن کی بدولت قرآن میں تحریف وتبدیلی ناگزیر تھی اس لئے کہ وہ منافقین جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو تبدیل کر دیا اور خلافت حضرت علی علیہ السلام سے غصب کر کے کسی اور کو دے دی ان سے یہ کیونکر بعید تھا کہ وہ قرآن کو اپنی دست برد سے محفوظ رہنے دیتے اس لئے کہ اصلی قرآن میں ایسی آیات موجود تھیں جو ان کی خواہشات کی تکمیل کے

راستے میں رکاوٹ بنی تھیں۔(۱)

ایک اور ہندی شیعہ عالم سید مرتضیٰ کی رائے پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے: حق کی اتباع کرنی چاہئے۔ سید مرتضیٰ معصوم نہ تھے ان کی اطاعت فرض نہیں، قرآن میں عدمِ تحریف ان کی ذاتی رائے ہے ہم پر ان کی اتباع لازم نہیں اور نہ ہی ان کی اتباع میں بہتری ہے۔“(۲)

اسی طرح شیعہ مفسر کاشی، کا طوسی کا رد کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اصلی قرآن کا ہر زمانے میں موجود ہونا لازمی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اصلی قرآن ہر زمانے میں اماموں کے پاس موجود رہا ہے (اور اب بھی آخری امام کے پاس موجود ہے) جس طرح کہ امام کا ہر زمانے میں موجود ہونا لازمی ہے اور امام علیہ السلام ہر زمانے میں موجود ہیں (اور اب بھی وہ غار میں موجود ہیں۔ چنانچہ امام کی موجودگی کی طرح اصلی قرآن بھی ہر زمانے میں موجود رہا ہے۔“(۳)

طوسی نے اپنی عبارت میں اعتراض کیا تھا کہ اصلی قرآن اگر ہر زمانے میں موجود نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ تمسّک کرنے کا حکم نہ فرماتے کیونکہ جو چیز موجود ہی نہ ہو اس کی اتباع کرنے اور اسے لازم پکڑنے کا حکم بے معنیٰ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کا جواب شیعہ مفسر کاشی نے یہ دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقل اکبر (قرآن) کے ساتھ ساتھ ثقل اصغر (ائمہ) کی اتباع کا بھی حکم دیا ہے تو جس طرح امام بظاہر ہمارے درمیان موجود نہیں اسی طرح اصلی قرآن کے بھی ہمارے درمیان موجود نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یعنی جس طرح امام صاحب دنیا میں موجود ہیں اگر چہ وہ ایک ہزار سال سے غار میں چھپے ہوئے ہیں اسی طرح اصلی قرآن بھی دنیا میں موجود ہے اگر چہ وہ بھی امام صاحب کے پاس غار میں بند ہے۔

سابعاً: جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ ان چاروں نے عقیدۂ تحریف کا بظاہر انکار صرف اس لئے کیا کہ وہ لوگوں کے اعتراضات کے سامنے لاجواب ہو گئے تھے، کہ جب ان پر یہ

---

(۱) تفسیر صافی ج ۱ ص ۱۴ مقدمه
(۲) ضربه حیدریه ج ۲ ص ۱۸
(۳) تفسیر صافی ج ۱ ص ۱۴

اعتراض کیا جاتا کہ اگر اصلی قرآن دنیا میں موجود ہی نہیں تو تم کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہو؟
اور یہ کہ اگر اصلی قرآن ہمارے پاس موجود نہیں تو اسلام کس بنیاد پر قائم ہے جب کہ اسلام کی تعلیمات کا تمام تر انحصار اللہ تعالیٰ کی الہامی کتاب قرآن مجید پر ہے؟
اور یہ کہ " حديث الثقلين "کا کیا مفہوم ہوگا؟
اور اس طرح کے دیگر اعتراضات وسوالات جن کے سامنے ان چار اشخاص کا کوئی بس نہ چلا تو انہوں نے کھسیانے ہوکر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم تو قرآن کو مکمل مانتے ہیں جب کہ درحقیقت ان کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ اصلی قرآن غار میں چھپے ہوئے امام کے پاس ہی ہے۔
چنانچہ شیعہ محدث سید نعمت اللہ الجزائری لکھتا ہے:
''یہ درست ہے کہ سید مرتضیٰ، شیخ صدوق (قمی) اور شیخ طبرسی نے اس عقیدہ میں (شیعہ مذہب کے) مخالف نظریہ اپنایا ہے اور کہا ہے کہ قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ......لیکن انھوں نے یہ رائے محض اس لئے اختیار کی کہ شیعہ مذہب پر طعن وتشنیع اور اعتراضات کا دروازہ بند کیا جا سکے ورنہ درحقیقت وہ بھی تحریف کے قائل تھے اور اسی لئے انھوں نے اپنی تصنیفات میں بہت سی ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن وہ قرآن نہیں ہے جو جبرئیل علیہ السلام آسمان سے لے کر نازل ہوئے تھے۔''(۱)
جہاں تک طوسی اور اس کی تفسیر ''التبیان'' کا تعلق ہے تو نوری طبرسی اس سلسلہ میں کہتا ہے:
''شیخ طوسی کی تفسیر ''التبیان'' کا بغور مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب مخالفین کے ساتھ انتہا درجے کی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھی گئی ہے اس کا ذکر سید علی بن طاؤس نے اپنی کتاب ''سعد السعود'' میں بھی کیا ہے۔''(۲)
ثامناً: چاروں اشخاص نے اپنی رائے کی تائید میں کسی امام کا قول نہیں پیش کیا جس کی وجہ سے متاخرین نے ان کی رائے کو مسترد کر دیا چنانچہ شیعہ عالم ملا خلیل قزوینی متوفی ۱۰۸۹ھ جو

---

(۱) الانوار النعمانية للسيد نعمت الله الجزائری مطبوعه ایران
(۲) الصافی شرح الکافی کتاب فضل القرآن ج۸ ص ۷۵ مطبوعه هند (فارسی)

''الکافی'' کا شارح ہے اپنی کتاب ''الصافی شرح الکافی'' میں لکھتا ہے:

''حدیث، ان للقرآن سبعه عشر الف آية '' کہ ''قرآن کی ستر ہزار آیات تھیں'' اور دیگر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کی بہت ساری آیات قرآن سے خارج کر دی گئی ہیں، اس مفہوم کی احادیث اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں ......اور یہ دعویٰ کرنا آسان نہیں کہ موجودہ قرآن ہی اصلی قرآن ہے، اور ابوبکر، عمر اور عثمان کی حرکتوں پر مطلع ہونے کے بعد یہ استدلال کہ صحابہ نے قرآن کی حفاظت وصیانت کا بڑا اہتمام کیا تھا انتہائی کمزور استدلال ہوکر رہ جاتا ہے۔

کاشی تفسیر صافی میں لکھتا ہے:

''اہل بیت سے روایت کی جانے والی ان تمام احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ وہ قرآن جو ہمارے درمیان موجود ہے مکمل نہیں اور یہ اس شکل میں نہیں ہے جس شکل میں محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا بلکہ اس کا کچھ حصہ آپ پر نازل ہونے والے قرآن کے خلاف ہے کچھ حصے میں تبدیلی کردی گئی ہے اور بے شمار آیات وکلمات کو نکال دیا گیا ہے۔ مثلاً اصلی قرآن میں علی علیہ السلام کا نام کئی جگہ مذکور تھا اسی طرح آل محمد کا لفظ بھی کئی آیات میں تھا اور کئی آیات میں منافقین کے نام بھی تھے ان ساری چیزوں کو قرآن سے خارج کردیا گیا ہے اسی طرح موجودہ قرآن کی ترتیب بھی اصلی قرآن کے مطابق نہیں علی بن ابراہیم قمی کے بھی یہی نظریات ہیں۔''(۱)

مزید لکھتا ہے:

''ہمارے مشائخ کا اعتقاد قرآن کے بارے میں یہ ہے کہ قرآن میں تبدیلی کردی گئی ہے اور بہت سی آیات کو نکال دیا گیا ہے۔ ثقۃ الاسلام یعنی اسلام کے معتبر عالم محمد بن یعقوب کلینی کا بھی یہی عقیدہ ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''کافی'' میں تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی بے شمار احادیث روایت کی ہیں اور ان پر کسی قسم کی جرح بھی نہیں کی جب کہ انہوں نے اپنی اس تصنیف کے مقدمہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہیں اس کتاب کی روایات کی صحت

---

(۱) الصافی شرح الکافی کتاب فضل القرآن ج۸ ص ۷۵

پر مکمل اعتماد ہے۔

''اسی طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کا بھی یہی عقیدہ ہے اور ان کی تفسیر اس قسم کی روایت سے بھری ہوئی ہے اسی طرح احمد بن ابی طالب طبرسی نے اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں یہی موقف اختیار کیا ہے''(۱)

مشہور شیعہ عالم مقدس اردبیلی اپنی فارسی کی ضخیم کتاب ''حدیقۃ الشیعہ'' میں لکھتا ہے:

''عثمان نے عبداللہ بن مسعود کو اس لئے قتل کروادیا کہ انھوں نے عثمان اور زید بن ثابت کا تالیف کردہ قرآن پڑھنے سے انکار کردیا تھا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ عثمان نے مروان اور زیاد بن سمرہ کو حکم دیا تھا کہ وہ عبداللہ بن مسعود کے قرآن سے اپنی مرضی کی اشیاء نقل کر کے باقی قرآن کو دھوڈالیں۔''(۲)

شیعہ کا ''خاتمہ المجتہدین'' ملا باقر مجلسی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''اللہ نے قرآن میں سورۃ النورین نازل کی تھی (جسے بعد میں قرآن سے نکال دیا گیا)

وہ سورۃ یہ ہے:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یا ایھا الذین آمنوا آمنوا بالنورین انزلنا ھما علیکم یتلوان علیکم آیاتی ویحذرانکم عذاب یوم عظیم ۔ نوران بعضھما من بعض وانا السمیع العلیم ۔ الذین یوفون بعھد اللّٰہ ورسولہ فی آیات لھم جنات النعیم والذین کفروا من بعد ما آمنوا بنقضھم میثاقھم وما عاھد ھم الرسول علیہ یقذفون فی الجحیم ۔ ظلموا انفسھم وعصوا لوصی الرسول اولئك یسقون من حمیم۔ الخ

اے ایمان والو دونور (محمد وعلی) ہم نے تم پر نازل کئے تم ان پہ ایمان لاؤ وہ دونوں تم پر میری آیات تلاوت کرتے ہیں اور تمہیں قیامت کے عذاب سے ڈراتے ہیں وہ دونوں نور ہیں بعض بعض میں سے اور میں سمیع وعلیم ہوں وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے کئے گئے اس

(۱) مقدہ تفسیر صافی ص ۱۴

(۲) حدیقۃ الشیعہ از اردبیلیص ۱۱۸ مطبوعہ ایران

عہد کو نبھاتے ہیں جس کا ذکر بہت سی آیات میں کیا گیا ہے ان کے لئے نعمتوں والی جنتیں ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے ایمان قبول کرنے کے بعد اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور رسول کے وصی و نائب کی نافرمانی کی، انہیں جہنم کا گرم پانی پلایا جائے گا۔الخ

فاجروں نے اس سورت کے کئی الفاظ کو نکال دیا اور اپنی مرضی کے مطابق اس کی قرأت کی۔(۱)

یعنی شیعہ قوم کے نزدیک یہ سورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی مگر بعد میں اسے قرآن مجید سے نکال دیا گیا۔ کیونکہ اس میں حضرت علی کی وصایت وامامت کا ذکر تھا۔

شیعہ عالم مرزا محمد باقر موسوی لکھتا ہے:

عثمان نے عبداللہ بن مسعود پر اس لئے تشدد کیا کہ وہ ابن مسعود سے ان کا قرآن لے کر اس میں حسبِ منشاء تبدیلی کرنا چاہتا تھا۔(۲)

کریم خان کرمانی جسے شیعہ مرشد الانام" سے موسوم کرتے ہیں اپنی فارسی کی کتاب ارشادالعلوم" میں لکھتا ہے:

"امام مہدی ظاہر ہونے کے بعد اصلی قرآن کی تلاوت کریں گے اور فرمائیں گے اے مسلمانو! یہ ہے اصلی قرآن جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا اور جسے بعد میں تبدیل کردیا گیا تھا۔"(۳)

ہندوستان کا شیعہ عالم سید دلدار علی جسے شیعہ قوم نے" آیة الله في العالمين" کا لقب دیا ہے اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:

اس بات میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ شیعہ روایات کے مطابق قرآن کی آیات میں زیادتی بھی ہوئی ہے اور کمی بھی اور اس کی ترتیب کو بھی تبدیل کردیا گیا ہے۔"(۴)

---

(۱) تذكرة الائمة نقل از مجلسی از " تحفه الشيعة " از پروفيشر نور بخش توكلی ج ۱ ص ۱۸۳ مطبوعه لاهور .

(۲) بحر الجواهر از موسوی ص ۳۴۷ مطبوعه ایران

(۳) ارشاد العلوم ج۳ ص ۱۲۱ مبوعه ایران

(۴) استقصاء الافحام ج ۱ ص ۱۱ مطبوعه ایران

ایک اور شیعہ عالم تصریح کرتا ہے:

موجودہ قرآن خلیفہ ثالث کا مرتب کردہ ہے اس لئے شیعہ پر حجت نہیں ہوسکتا۔"(۱)

مشہور شیعہ محدث نوری طبرسی جس نے عقیدہ تحریف کو ثابت کرنے کے لئے مستقل کتاب تحریر کی ہے:

"فصل الخطاب في اثبات تحريف كتاب رب الارباب"

یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تبدیلی وتحریف کو ثابت کرنے کے لئے فیصلہ کن خطاب

ایک جگہ یہ شیعہ محدث لکھتا ہے:

"قرآن کی بہت سی سورتوں کو ہی غائب کردیا گیا مثلاً سورة الحقد، سورة الخلع وسورة الولاية"(۲)

حاصل بحث یہ ہے کہ متقدمین ومتاخرین شیعہ کا اتفاق ہے کہ موجودہ قرآن مجید اصلی قرآن نہیں بلکہ اس میں کمی بیشی کردی گئی ہے اور بہت سی تبدیلیاں کردی گئی ہیں۔شیعہ کا یہ عقیدہ ان کی مستند کتب تفسیر وحدیث میں بالتصریح موجود ہے۔شیعہ قوم نے اپنے اس باطل عقیدے کو "معصوم اماموں" سے روایت کردہ احادیث ونصوص سے اخذ کیا ہے، وہ تمام احادیث حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔یعنی انہیں قطعی الثبوت کا درجہ حاصل ہے اور ان احادیث کا انکار ممکن نہیں۔

چنانچہ مشہور شیعہ محدث نعمت اللہ الجزائری لکھتا ہے:

"یہ کہنا کہ موجودہ قرآن وہی قرآن ہے جو جبریل امین لے کر نازل ہوئے تھے اور یہ کہ موجودہ قرأت وحی الٰہی کے مطابق ہے، درست نہیں کیونکہ بے شمار متواتر احادیث اس عقیدے کی مخالفت کرتی ہیں بلکہ ان سے اس بات کی صراحت ہوتی ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں مفہوم میں اور اعراب میں تبدیلی واقع ہوچکی ہے۔

تحریفِ قرآن پر دلالت کرنے والی ان احادیث کی صحت پر ہمارے علماء کا اتفاق ہے

---

(۱) ضربت حیدریہ ج ۲ ص ۷۵ مطبوعہ نشان مرتضوی. شنا.

(۲) فصل الخطاب ص ۳۳

سبھوں نے ان روایات کی تصدیق وتوثیق کی ہے۔''(۱)

ان تمام واضح نصوص کے بعد کسی کے لئے یہ کہنا ممکن نہیں رہا کہ شیعہ قوم کا قرآن مجید کی صحت پر ایمان ہے اور یہ کہ ان کے نزدیک قرآن مجید میں کمی بیشی نہیں ہوئی۔

شیعہ قوم کے وہ افراد جو بدنامی ورسوائی سے بچنے کی خاطر کھسیانے ہوکر اپنے مذہب کی تردید کرتے اور اپنے ''معصوم'' اماموں کے اقوال کو مسترد کرتے ہیں ۔ یہ کہہ کر جان نہیں چھڑائی جاسکتی کہ چند ضعیف روایات ہیں جو تحریف قرآن پہ دلالت کرتی ہیں اس لئے کہ مسئلہ روایات کا نہیں اعتقاد کا ہے،۔تمام ''معصوم'' اماموں اوران کے پیروکاروں کا یہ عقیدہ تھا کہ قرآن مجید ناقص، نامکمل اور تبدیل شدہ کتاب ہے،۔چنانچہ ''چند ضعیف روایت'' کے نقاب سے اس حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا یہ تو شیعہ مذہب کا متفقہ مسئلہ ہے۔شیعہ کے تمام اسلاف اور اکابرین اس عقیدے پر عمل پیرا تھے،اس کا انکار شیعہ مذہب کا انکار ہے۔

ہاں وہ شخص جو پنے اماموں کی عصمت کا قائل نہ ہو یا اپنے اکابرین واسلاف کے ایمان میں شک رکھتا ہو اسے یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ تحریف قرآن کا انکار کرے بصورتِ دیگر اس عقیدے کا انکار اس بات کا اعتراف کرنا ہے کہ مذہب شیعہ باطل اور خود ساختہ مذہب ہے دین اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

---

(۱) ملاحظہ ہو الانوار النعمانیہ از نعمت اللہ الجزائری

قرآن مجید کے متعلق اہل سنت کا موقف

تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنے والوں کے خلاف اہل سنت نے بہت سخت موقف اختیار کیا ہے۔ مسلمانان اہل سنت کے نزدیک قرآن مجید میں کمی بیشی اور تحریف وتبدیل کا عقیدہ رکھنا واضح کفر ہے۔ جو شخص یہ عقیدہ اختیار کرے وہ ان کے نزدیک بالاتفاق کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اسی طرح اہل سنت کے اکابرین نے اپنی کتب میں بھی واضح کیا ہے کہ صرف شیعہ ہی اس خبیث عقیدے پر عمل پیرا ہیں، اہل سنت کی کسی معتبر کتاب میں کوئی ایسی صحیح روایت موجود نہیں جو قرآن مجید میں نقص وزیادتی پر دلالت کرتی ہو۔ چنانچہ یہ کہنا کہ اہل سنت کی کتب میں بھی اس قسم کی روایات موجود ہیں محض کذب اور صریح بہتان ہیں۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم کتاب " الفصل فی الملل والنحل " میں فرماتے ہیں

''تمام شیعوں کے نزدیک قرآن مجید ایک تبدیل شدہ کتاب ہے ان کے نزدیک اس میں کمی بیشی کردی گئی ہے اور بہت سی آیات کو تبدیل کردیا گیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

یہ عقیدہ واضح کفر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر مبنی ہے''(۱)

معروف شافعی فقیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''قرآن مجید جو دو جلدوں کے درمیان ہے ہم تک بالتواتر پہونچا ہے''(۲)

اس عبارت کے تحت اس کتاب کے شارح لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کے علاوہ باقی تمام کتب اپنی صحیح شکل میں موجود نہیں ہے''

حنفی فقیہ لکھتے ہیں:

''قرآن مجید وہ کتاب ہے جو رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اور آپ سے بالتواتر منقول کی گئی اس کے صحیح ومحفوظ ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں''(۳)

آمدی فرماتے ہیں:

---

(۱) الفصل فی الملل والنحل از امام ابن حزمؒ ج۴ ص ۱۸۲ مطبوعہ بغداد

(۲) التوضیح فی الاصول ج۱ ص ۲۶ مطبوعہ مصر (۳) التلویح ج۱ ص ۲۷

"قرآن مجید ہم تک بالتواتر منقول ہوا ہے اور وہ وہی ہے جو دو جلدوں کے درمیان ہے۔" (۱)

امام سیوطی اپنی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں لکھتے ہیں:

"قرآن مجید کی جمع و ترتیب نزولی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن کے مطابق ہے......

قاضی ابوبکر فرماتے ہیں:

"قرآن مجید میں نہ کمی ہوئی ہے نہ زیادتی ہے مصحف عثمانی اس قرآن کے عین مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، منسوخ التلاوت آیات کو چھوڑ کر سارا قرآن دو جلدوں کے درمیان بغیر کسی کمی بیشی کے موجود ہے،" (۲)

علامہ سیوطی امام بغوی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن کو دو جلدوں کے درمیان جمع کیا بغیر کسی کمی و بیشی کے۔" (۳)

امام خازن اپنی تفسیر کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

"صحیح دلائل کے مطابق صحابہ کرام نے بغیر نقص و زیادتی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ سارا قرآن دو تختیوں (جلدوں) کے درمیان جمع کیا...... صحابہ نے جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی طرح بغیر کسی تقدیم و تاخیر کے لکھ بھی دیا اور ترتیب بھی وہی رہنے دی جو رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اخذ کی تھی۔ چنانچہ لوح محفوظ میں مکتوب قرآن مجید اور موجودہ قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے۔" (۴)

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

"جس شخص نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی یا اس کی تکذیب کی یا انکار کیا یا قرآن مجید میں بیان کردہ کسی حکم کی نفی کی یا کسی ایسی چیز کا اثبات کیا جس کی قرآن مجید میں نفی کی گئی ہے یا قرآن کی کسی آیت میں شک کیا تو وہ تمام اہلِ علم کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: " لایاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه " قرآن پر باطل کسی طرف سے بھی اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔" (۵)

امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں مستقل باب باندھا ہے۔ "**لم یترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ما بین الدفتین** "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا قرآن ہی اپنی امت کے لئے چھوڑا ہے۔ جتنا اس وقت دو جلدوں کے درمیان موجود ہے...... پھر اس باب کے تحت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا: کیا موجودہ قرآن مجید کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ

(۱) المنار فی الاصول ص ۹ مطبوعہ ھند (۲) الاحکام للآمدی ج ۱ ص ۲۲۸ مطبوعہ مصر
(۳) الاتقان للسیوطی ج ۱ ص ۶۳ مطبوعہ قاھرہ ۱۳۶۸ھ (۴) ایضاً
(۵) تفسیر خازن مقدمہ ج ۱ ص ۷ مطبوعہ مطبعۃ الاستقامۃ قاھرہ ۱۹۵۵ء

علیہ وسلم نے کوئی آیت چھوڑی ہے تو آپؐ نے فرمایا "ماترك الامابين الدفتين " دوجلدوں کے درمیان موجود قرآن مجید کے علاوہ آپ نے کوئی آیت نہیں چھوڑی۔"(۱)

ہمارے مسلمانوں کے امام بخاریؒ کا عقیدہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا اور پیچھے شیعہ قوم کے بخاری (کلینی) کا عقیدہ بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

امام زرکشی فرماتے ہیں:

"قرآن مجید ہر قسم کی ترمیم سے محفوظ ہے اور رافضیوں کا قرآن مجید میں نقص وزیادتی کا دعویٰ بالکل باطل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے"

"انا نحن نزلناالذکر وانا له لحافظون" اور ارشاد باری تعالیٰ " ان علینا جمعه وقرآنه " اس عقیدے کی واضح دلیل ہیں۔ پوری امت اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید ہر قسم کی غلطی سے محفوظ ہے اور موجودہ مصحف کی صحت قطعی ہے۔"(۲)

اہل سنت کے مفسرین نے " وانا له لحافظون "کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ قرآن مجید ہر قسم کی ترمیم اور تبدیلی سے محفوظ ہے۔

امام خازن اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"اس آیت کا مطلب ہے کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کئے جانے والے قرآن کو زیادتی، کمی اور تبدیلی وتحریف سے محفوظ رکھیں گے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے چنانچہ تمام جن وانس مل کر بھی اگر قرآن مجید میں ایک حرف کا اضافہ یا کمی کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ یہ قرآن مجید کے ساتھ خاص ہے برعکس دیگر آسمانی کتب کے، کیونکہ ان میں کمی بیشی اور ترمیم ہو چکی ہے، لیکن قرآن مجید کی حفاظت وصیانت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے اس لئے قیامت تک اس میں کسی قسم کی ترمیم کا امکان نہیں ہے۔"(۳)

امام نسفی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"اللہ نے اس آیت میں بڑی تاکید کے ساتھ یہ فرمادیا ہے کہ وہ قرآن مجید کو ہر قسم کی تبدیلی سے محفوظ رکھے گا، باقی آسمانی کتب کی حفاظت کی ذمہ داری چونکہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لی تھی اس لئے وہ تبدیلی وتحریف سے محفوظ نہ رہ سکیں، جب کہ قرآن مجید قیامت تک ہر قسم کی تبدیلی سے محفوظ رہے گا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن (۲) البرهان في علوم القرآن ج۲ ص ۱۲۷ طبعه اولیٰ ۱۹۵۷ء
(۳) تفسیر خازن ج۳ ص ۸۹

اس لئے کہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔"(۱)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

"جس طرح قرآن مجید کو نازل اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اسی طرح اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود اس نے لیا ہے۔"(۲)

امام رازی فرماتے ہیں:

"اس آیت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ہر قسم کی تبدیلی اور ترمیم سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے، اس آیت کی نظیر قرآن مجید کی یہ آیت بھی ہے۔ **"لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه"** نیز: **"ولو کان من عند غیر اللّٰه لوجدوا فیه اختلافاً کثیرا"** یعنی اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف وتناقص نظر آتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا تو صحابہ قرآن کو جمع کرنے میں مشغول کیوں ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کا قرآن مجید کو جمع کرنے کی جدو جہد کرنا حفاظت قرآن کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ تھا۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

یہ حفاظت خداوندی ہی کا نتیجہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کے ایک نقطے میں بھی تبدیلی کرنا چاہے تو اسی وقت اس کی کوشش کو ناکام بنادیا جائے گا اور اگر کوئی بوڑھا شخص قرآن مجید کے کسی حرف کو غلط پڑھ دے تو چھوٹے چھوٹے بچے پکار اٹھیں گے اخطأت ایها الشیخ بابا جی! آپ غلط پڑھ رہے ہیں، درست یوں ہے، اور یہی مطلب ہے "وانا له لحافظون" کا۔

حفاظت کا یہ انتظام واہتمام قرآن کے علاوہ کسی دوسری آسمانی کتاب کے لئے نہیں کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب بھی تحریف وترمیم سے محفوظ نہ رہ سکی۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے کہ یہود ونصاریٰ اور ملحدین کی تمام تر کوششوں کے باوجود اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاسکی۔"(۳)

یہ ہے اہل سنت کا قرآن مجید کے متعلق عقیدہ اور بعض اکابرین اہلسنت کے اقوال۔

---

(۱) تفسیر المدارک از نسفی ج۳ ص ۱۸۹ بر حاشیہ خازن (۲) تفسیر ابن کثیر ج۲ ص ۵۴۷ مطبوعہ قاہرہ
(۳) تفسیر مفاتیض الغیب از رازی ج۵ ص ۳۸۰

اثباتِ تحریف کیلئے شیعہ کی کتب

شیعہ قوم نے اپنی تصنیفات میں تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات ہی کے ذکر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس خبیث اور ناپاک عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے ہر دور میں مستقل کتابیں تصنیف کیں۔

چنانچہ اس سلسلے میں شیعہ کے معتبر عالم احمد بن خالد البرقی نے " کتاب التحریف" لکھی، اس کا ذکر طوسی نے اپنی کتاب " الفهرست " میں کیا ہے۔

اس کے والد محمد بن خالد البرقی نے " کتاب التنزیل والتغییر "تصنیف کی۔ اس کا ذکر نجاشی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اسی طرح ان کے جید عالم علی بن فضال کہ جس نے شیعہ کے بقول حدیث میں کبھی بھی کسی قسم کی غلطی نہیں کی عقیدۂ تحریف کے اثبات کے لئے'' کتاب التنزیل من القرآن والتحریف'' تالیف کی۔ محمد بن حسن الصیر فی نے اس سلسلے میں " کتاب التحریف والتبدیل '' لکھی۔ احمد بن سیار کی بھی اس سلسلے میں ایک کتاب ہے جس کا نام "کتاب القرأت" ہے یہ شخص شیعہ کے معروف مفسر ابن الماھیار کا استاد ہے۔ اس کا ذکر "الفهرست " اور" رجال النجاشی " میں ہے۔ حسن بن سلیمان الحلّی کی کتاب " التنزلیل والتحریف " بھی ہے۔ شیعہ مفسر محمد بن علی الماھیار المعروف بان الحجام نے اس عقیدے کو ثابت کرنے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے" کتاب قرأة امیر المؤمنین و قرأة اهل البیت" ابوطاہر عبدالواحد القمی کی کتاب بھی ہے جس نام " قرأة امیر المؤمنین " ہے اس کا ذکر ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب معالم العلماء میں کیا ہے۔ شیعہ عالم علی بن طاؤس نے اپنی کتاب" سعد السعود "میں اس سلسلے میں اور بھی کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں " کتاب تفسیر القرآن وتأویله وتنزیله " اور" قرأة الرسول واهل البیت "اور " کتاب الرد علی التبدیل"اور'' کتاب السیاری "وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

---

(۱) نقل از فصل الخطاب ص ۲۹

شیعہ متقدمین کی طرح متاخرین نے بھی اس موضوع پر بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں۔ان میں سب سے زیادہ مشہور کتاب کا نام ہے" فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب "جو مرزا محمد تقی نوری طبرسی متوفی ۱۳۲۰ھ کی تالیف ہے۔اس کتاب میں مفصلاً شیعہ کے اس عقیدے کی وضاحت کی گئی ہے۔ بعدازیں اس نے ایک اور کتاب لکھی " رد بعض الشبهات عن فصل الخطاب "

اسی طرح برصغیر پاک وہند کے شیعوں نے بھی قرآن مجید میں تبدیلی وترمیم کو ثابت کرنے کے لئے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، چنانچہ شیعہ عالم مرزا سلطان احمد دہلوی نے اس باطل عقیدے کے اثبات کے لئے کتاب ''تصحیف کاتبین ونقص آیات کتاب مبین'' تحریر کی۔اسی طرح ''ضربۃ حیدریہ'' جس کا مصنف سید محمد مجتہد لکھنوی ہے۔اس کے علاوہ بھی بہت سی دیگر کتب ہیں جو اس ناپاک عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے فارسی عربی اور اردو میں تصنیف کی گئی ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ لاتعداد ایسی کتب ہیں جن میں مستقل عنوان کے تحت اس عقیدے کو بیان کیا گیا ہے مثلاً علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں، کلینی نے ''اصول کافی'' میں، محمد الکاظمی نے شرح الوافیہ میں، شیخ صفار نے ''بصائر الدرجات'' میں، سعد بن عبداللہ نے ''ناسخ القرآن ومنسوخہ'' میں، اور بحرانی نے ''البرھان'' میں مستقل باب باندھے ہیں۔ان ابواب کے عنوانات ہیں " باب انه لم يجمع القرآن كله إلا الائمة "یعنی سارا قرآن اماموں کے علاوہ کسی نے جمع نہیں کیا، " باب فی الائمة ان عندهم جميع القرآن الذی انزل علی رسول الله " یعنی اللہ کی طرف سے رسول اللہ پر نازل کردہ سارا قرآن (صرف) اماموں کے پاس ہے اور " باب التحريف فی الآيات " یعنی قرآنی آیات میں تحریف کا ذکر اور دیگر اس قسم کے ابواب ہیں۔

شیعہ قوم کی تقریباً ہر تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ اور اصول کی کتاب میں عقیدۂ تحریف اور قرآن مجید پر ناپاک حملوں کا ذکر موجود ہے۔

ہم ان شیعہ افراد سے پوچھنا چاہتے ہیں جو رسوائی وبدنامی سے بچنے کی خاطر عقیدۂ تحریف کا انکار کردیتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو مکمل کتاب مانتے ہیں۔ہم

ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر ان کا یہی عقیدہ ہے تو وہ اپنے ان مفسرین ومحدثین،فقہاء، مؤرخین اور دیگر اکابرین شیعہ کے متعلق کیا کہتے ہیں جو قرآن مجید میں تبدیلی وترمیم اور کمی وبیشی کے قائل تھے۔کیا وہ انھیں کافر تسلیم کرتے ہیں؟اور کیا وہ فتویٰ دیتے ہیں کہ تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟اسی سے پتہ چل جائے گا کہ وہ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے تحریف کا انکار کرتے ہیں یا واقعی ان کا یہ عقیدہ ہے۔

اگر کہیں کہ قرآن میں تبدیلی وتحریف کا اعتقاد رکھنے والے سب کے سب کافر،مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو انہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ پہلی چار صدیوں تک کے تمام شیعہ کلی طور پر مرتدین تھے اس لئے کہ سب کا بالاتفاق یہ عقیدہ تھا کہ قرآن مجید ناقص نامکمل اور تبدیل شدہ کتاب ہے اور ایسا کہنے سے کیا ان کے مذہب کی کوئی بنیاد باقی رہ جائے گی؟اس لئے کہ ان چار صدیوں میں ان کے امام اور ان کے بلاواسطہ شاگرد بھی آتے ہیں اگر وہ سب کے سب عقیدۂ تحریف کے سبب کافر تھے تو پھر واضح ہے کہ شیعہ مذہب کفار کا ایجاد کردہ ہے اور اگر وہ انھیں کافر کہنے سے ہچکچاتے ہیں تو یہ ہچکچاہٹ کیسی؟کھل کر کہیں کہ جو قرآن کو مکمل نہیں مانتا وہ کافر ومرتد ہے۔جس طرح اہل سنت کہتے ہیں۔

اگر کہیں کہ وہ کافر نہیں تھے تو ایسا کہنے سے وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

اب دو ہی صورتیں ہیں۔

۱۔ یا تو شیعہ مذہب ترک کردیں۔

۲۔ یا عقیدۂ تحریف سے انکار نہ کریں۔

ورنہ یہ بات واضح ہے کہ وہ قرآن مجید میں تبدیلی کے عقیدے کے کھلم کھلا اظہار سے محض اس لئے فرار اختیار کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے طعنوں اور اعتراضات سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔ورنہ حقیقت میں ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ قرآن ایک ناقص نامکمل اور ترمیم شدہ کتاب ہے۔